تصحیح واضافہ شدہ سوم ایڈیشن: صفر المظفّر 1442ھ/اکتوبر 2020

حضرات اہلِ علم، مدرّسین کرام اور عزیز طلبہ کے لیے مفید تحفہ

شرعی اَوزان اور پیمائشیں

عصرِ حاضر کی روشنی میں

مؤلِّف

مبین الرّحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

بندہ نے تقریباً سال پہلے شرعی اَوزان سے متعلق "تنشیطُ الأذهان في توضيح الأوزان" کے نام سے ایک مختصر سا رسالہ لکھا تھا، جو کہ الحمدللہ بہت ہی مفید ثابت ہوا، بہت سے حضرات نے اس کو سراہا۔ رسالہ عام ہونے کے بعد اس پر نظرثانی کی ضرورت محسوس ہوئی، نظرثانی کے دوران رسالے کے مندرجات کی دوبارہ تحقیق کی گئی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مزید تصحیح اور وضاحت کے ساتھ رسالہ مکمل ہوکر شائع ہوگیا، الحمدللہ۔ رسالے کے اس دوم ایڈیشن میں شرعی مساحات یعنی پیمائشوں کا بھی اضافہ کیا گیا، جس سے اس رسالے کی اِفادیّت میں مزید اضافہ ہوا۔

پھر اب چندماہ بعد رسالے کی ایک بار پھر تصحیح کی گئی، جس کی وجہ سے رسالے میں کافی تبدیلی کی گئی، متعدد لفظی غلطیوں اور عربی عبارات کی اصلاح کی گئی اور اسی کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی کیا گیا۔ اس لیے یہ سوم ایڈیشن گزشتہ ایڈیشنوں کے مقابلے میں زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔

اہلِ علم سے درخواست ہے کہ چوں کہ یہ موضوع کافی باریک بینی کا تقاضا کرتا ہے اس لیے اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

صفر المظفّر 1442ھ/ اکتوبر 2020

03362579499

اجمالی فہرست

- شرعی اوزان اور پیمائشوں کی عصری تطبیق اور اس کی ضرورت............4
- زیرِ نظر رسالے سے متعلق چند باتیں............4
- شرعی اوزان............5
- مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی کی جائز مقدار............7
- صدقۃ الفطر کن کن چیزوں سے کتنا ادا کیا جائے گا؟............7
- سونے اور چاندی کے نصابِ زکوٰۃ کی جدید مقدار کی وضاحت............7
- زکوٰۃ نکالنے کی مقدار اور اس کا آسان طریقہ............8
- شرعی اوزان کی موجودہ قیمتیں کیسے معلوم کی جائیں؟............8
  - مہر کی کم از کم مقدار کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کا طریقہ............8
  - شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ............9
  - شرعی دینار کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ............9
- احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات............10
- **مقالہ:** وضو اور غسل میں کس قدر پانی کا استعمال سنّت سے ثابت ہے؟............21
- **مقالہ:** مہر کی کم از کم مقدار اور اس کا موجودہ وزن............29
- شرعی پیمائشیں............32
- **مقالہ:** ٹینکی، حوض اور تالاب کی پاکی ناپاکی کا حکم............34
- **مقالہ:** نمازی کے سامنے سے گزرنے کا حکم............42
- **مقالہ:** نجاست کی اَقسام اور ان کے بنیادی اَحکام............45

شرعی اوزان اور پیمائشوں کی عصری تطبیق اور اس کی ضرورت:

احادیث اور فقہ کی کتب میں متعدد ایسے اوزان اور پیمائشوں کا ذکر آتا ہے جنھیں اگر دورِ حاضر کو مدّ نظر رکھ کر نہ سمجھا جائے تو ان احادیثِ مبارکہ اور فقہی مسائل کو اچھی طرح سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اور ان کی عصری تطبیق بھی متاثّر ہو کر رہ جاتی ہے۔ زیرِ نظر رسالے میں ان شرعی اوزان اور پیمائشوں کو موجودہ دور کے مطابق ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے قوی امید ہے کہ یہ رسالہ عزیز طلبہ، حضرات اہلِ علم اور مدرّسین کرام کے لیے درس اور تحقیق کے دوران سہولت کا باعث بنے گا ان شاءاللہ۔

یہ تحقیق بنیادی طور پر حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ”اوزانِ شرعیہ“ پر مبنی ہے، البتہ اس کے علاوہ دیگر ماٰخذ کے حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں۔

زیرِ نظر رسالے سے متعلق چند باتیں:

1۔ اس رسالے میں بنیادی اوزان اور پیمائشیں ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہیں جن کی بنیاد پر بہت سے امور حل کیے جا سکتے ہیں۔

2۔ ان اوزان اور پیمائشوں میں سے بعض کے بارے میں حضرات اہلِ علم کی متعدد آرا بھی ہیں جیسا کہ اہلِ علم بخوبی واقف ہیں، لیکن اختلاف کے باوجود بھی ان اوزان اور پیمائشوں کو دورِ حاضر کے مطابق سمجھنا اہمیت رکھتا ہے، البتہ اس رسالے میں ممکنہ حد تک راجح قول ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

3۔ رسالے میں مساوی (یعنی =) کی علامت بکثرت استعمال کی گئی ہے جس کے بارے میں قارئین جانتے ہیں کہ یہ علامت دو چیزوں کے مابین یہ بتانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے کہ یہ دونوں چیزیں برابر اور مساوی ہیں۔

4۔ اس رسالے میں کچھ تفصیلی مقالہ جات بھی شامل کیے گئے ہیں تاکہ ایک تو متعلقہ مسائل کی مکمل وضاحت ہو سکے، اور دوم یہ کہ ان شرعی اوزان اور پیمائشوں کی عصری تطبیق کا عملی نمونہ بھی سامنے آسکے۔

5۔ اس رسالے میں اوزان اور پیمائشوں سے متعلق احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات بھی ذکر کی گئی ہیں۔

شرعی اَوزان

چاول: 2 دانہ رائی (خَردل)۔

جَو: 3 چاول۔

قیراط: 5 جَو (ردالمحتار) = 0.2187 گرام۔

دانق/دانگ: 4 قیراط = 0.8748 گرام۔

گرام: 1.0288065843621 ماشہ = 1000 ملی گرام۔

ماشہ: 0.972 گرام۔

فائدہ: گرام ماشہ سے 28 ملی گرام بڑا ہوتا ہے۔

کلو گرام: 1000 گرام۔

سیر انگریزی: 80 تولہ = 933.12 گرام۔

تولہ: 11.664 گرام۔

شرعی درہم: 14 قیراط (البحرالرائق) = 3.0618 گرام چاندی۔

شرعی دینار/مثقال: 20 قیراط (البحرالرائق) = 4.5 ماشہ سونا = 4.374 گرام سونا۔

رِطل بغدادی/عراقی: 130 دراہم = 409.5 ماشہ = 34.125 تولہ = 398.034 گرام۔

مُدّ/منّ (شرعی): 2 رِطل (ردالمحتار) = 819 ماشہ = 260 دراہم = 68.25 تولہ = 796.068 گرام۔

مَکُّوک: 1.5 صاع (ردالمحتار، البحرالرائق) = 12 رِطل = 1560 دراہم = 4.776409 کلو گرام۔

قفیز: 8 مکوک (ردالمحتار) = 96 رِطل = 12480 دراہم = 38.211272 کلو گرام۔

کُرّ: 60 قفیز (ردالمحتار) = 720 صاع = 5760 رِطل = 2292.67632 کلو گرام۔

اُوقیہ: 40 دراہم = 10.5 تولہ چاندی = 126 ماشہ چاندی = 122.472 گرام چاندی۔

نَشّ: 20 دراہم = 63 ماشہ چاندی = 5.25 تولہ چاندی = 61.236 گرام چاندی۔

صاع عراقی: 8 رِطل (ردالمحتار) = 273 تولہ = 1040 دراہم = 4 مُدّ = 3276 ماشہ = 3.184272 کلو گرام۔

وَسق: 60 صاع = 16380 تولہ = 480 رِطل = 62400 دراہم = 240 منّ = 191.05632 کلو گرام۔

فَرق: یہ ایک برتن اور پیمانہ ہے جس کے وزن سے **متعلق** متعدد اقوال سامنے آئے ہیں:

1. 16 رِطل (الجوہرۃ النیرۃ، الفقہ الاسلامی وأدلتہ، فتح القدیر) = 6.368544 کلو گرام۔
2. 36 رِطل (مختصر القدوری، الہدایہ، البحر الرائق، الاختیار لتعلیل المختار) = 14.329224 کلو گرام۔
3. 60 رِطل (المحیط البرہانی) = 23.76204 کلو گرام۔

زِقّ (جمع: أزقاق): 50 شرعی منّ (الجوہرۃ النیرۃ، اللباب) = 100 رِطل = 39.80309 کلو گرام۔

حِمل (جمع: أحمال): 300 منّ (البحر، الجوہرۃ، مجمع الانہر) = 600 رطل = 238.8204 کلو گرام۔

چاندی کا نصاب: 200 دراہم = 612.36 گرام چاندی = 52.5 تولہ چاندی۔

سونے کا نصاب: 20 مثقال/دینار = 87.48 گرام سونا = 7.5 تولہ سونا۔

مہر کی کم از کم مقدار: 10 دراہم = 30.618 گرام چاندی = 2.625 تولہ چاندی۔

مہر فاطمی: 500 دراہم = 131.25 تولہ چاندی = 1.5309 کلو گرام چاندی۔

تنبیہ:

مہر فاطمی کی مقدار سے **متعلق** احادیث وآثار سے متعدد اقوال ثابت ہیں، **مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع عثمانی رحمہ اللہ** نے اپنی مستند کتاب ''اوزانِ شرعیہ'' میں 500 دراہم کا قول اختیار فرمایا ہے، جس کی تائید متعدد دلائل سے ہوتی ہے، جو کہ آگے مذکور ہیں۔

دیت کی مقدار:

- بحسابِ درہم: 10000 دراہم = 30.618 کلو گرام چاندی = 2625 تولہ چاندی۔
- بحسابِ دینار: 1000 دینار = 4.374 کلو گرام سونا = 375 تولہ سونا۔

مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی کی جائز مقدار:

مرد کے لیے ساڑھے چار ماشہ یعنی 4.374 گرام چاندی سے کم مقدار کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ (ردالمحتار)

صدقۃ الفطر کن کن چیزوں سے کتنا ادا کیا جائے گا؟

صدقۃ الفطر چار قسم کی چیزوں میں سے کسی ایک چیز سے ادا کرنا جائز ہے، اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

آدھا صاع گندم۔ ایک صاع کشمش۔ (سنن النسائی حدیث: 2515، 2516، ردالمحتار)

ایک صاع کھجور۔ ایک صاع جَو۔ (صحیح البخاری حدیث: 1504، ردالمحتار)

یہاں صاع سے مراد صاعِ عراقی ہے، جو کہ 8 رِطل کا ہوتا ہے جس کی تفصیل ماقبل میں بیان ہو چکی ہے کہ وہ 3.184272 کلو گرام کا ہوتا ہے جس کو بطورِ احتیاط ساڑھے تین کلو بھی کہہ دیا جاتا ہے، اور اس کا نصف 1.592136 کلو گرام آتا ہے جس کو بطورِ احتیاط پونے دو کلو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

سونے اور چاندی کے نصابِ زکوٰۃ کی جدید مقدار کی وضاحت:

احادیث اور فقہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کا نصابِ زکوٰۃ 200 دراہم ہے، اس سے 52.5 تولہ چاندی یوں بنتا ہے کہ ایک درہم 3.0618 گرام کا ہوتا ہے، 200 دراہم کو جب 3.0618 سے ضرب دیں گے تو 612.36 گرام بنتے ہیں، پھر اس کو تولہ میں لانے کے لیے 11.664 میں تقسیم کریں گے کیوں کہ ایک تولہ 11.664 گرام ہی کا ہوتا ہے، تو تقسیم کے بعد جواب 52.5 تولہ ہی آئے گا۔ اسی طرح احادیث اور فقہ کی کتب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سونے کا نصابِ زکوٰۃ 20 دینار ہے، اس سے 7.5 تولہ یوں بنتا ہے کہ ایک دینار 4.374 گرام کا ہوتا ہے، 20 دینار کو جب 4.374 میں ضرب دیں گے تو 87.48 گرام بنتے ہیں، پھر اس کو تولہ میں لانے کے لیے 11.664 میں تقسیم کریں گے کیوں کہ تولہ 11.664 گرام کا ہوتا ہے۔ تو تقسیم کے بعد 7.5 تولہ ہی جواب آئے گا۔

زکوٰۃ نکالنے کی مقدار اور اس کا آسان طریقہ:

احادیث اور فقہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے نصابِ زکوٰۃ 200 دراہم پر 5 دراہم زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، جبکہ سونے کے نصابِ زکوٰۃ 20 دینار پر آدھا دینار زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اس سے یہ اصول معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ نصاب شخص پر کل مالِ زکوٰۃ میں سے چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے کیوں کہ 200 دراہم کا چالیسواں حصہ 5 دراہم جبکہ 20 دینار کا چالیسواں حصہ آدھا دینار ہے۔ واضح رہے کہ ڈھائی فیصد چالیسواں حصہ ہی کہلاتا ہے۔

کل مالِ زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فیصد معلوم کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کل مالِ زکوٰۃ کو 40 پر تقسیم کریں، جو جواب آئے تو وہی زکوٰۃ کی واجب مقدار ہو گی۔

شرعی اوزان کی موجودہ قیمتیں کیسے معلوم کی جائیں؟

مذکورہ بالا شرعی اوزان میں سے کسی کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن اوزان کا تعلق سونے کے ساتھ ہے تو ان کی موجودہ قیمت معلوم کرتے وقت سونے کی موجودہ قیمت معلوم کرلی جائے، چاہے گرام کی صورت میں ہو یا تولہ کی صورت میں، پھر ریاضی کے اصول کے مطابق حسبِ موقع ضرب یا تقسیم سے کام لیا جائے، یہی معاملہ چاندی سے متعلقہ اوزان کا بھی ہے۔ ذیل میں چند اوزان کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کا طریقہ درج کیا جاتا ہے، باقی کو انھی پر قیاس کرتے ہوئے سمجھ لیا جائے:

مہر کی کم از کم مقدار کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کا طریقہ:

مہر کی کم از کم مقدار دس دراہم ہے، اس کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کے لیے چاندی کی قیمت معلوم کرلی جائے، اگر چاندی کے ایک تولہ کی قیمت معلوم ہے تو اس کو 2.625 سے ضرب دیا جائے جو کہ تولہ کے حساب سے دس دراہم کا وزن ہے، جو جواب آئے تو وہی مہر کی کم از کم مقدار کی قیمت ہے، جیسے اگر ایک تولہ چاندی کی قیمت 1000 روپے ہے تو اس کو 2.625 سے ضرب دینے سے 2625 روپے حاصل ہوں گے، یہی دس دراہم کی قیمت ہے۔

اور اگر دس گرام چاندی کی قیمت معلوم ہے تو ایسی صورت میں پہلے اس کو دس سے تقسیم کریں تو ایک گرام کی قیمت معلوم ہو جائے گی، پھر اس کو 30.618 سے ضرب دے دیں کیوں کہ یہی دس شرعی دراہم کا وزن ہے گرام کے حساب سے، تو دس دراہم کی قیمت سامنے آجائے گی، جیسے اگر دس گرام چاندی کی قیمت 850 روپے ہے تو اس کو دس سے تقسیم کریں گے تو 85 روپے ایک گرام چاندی کی قیمت حاصل ہوگی، اب اس کو 30.618 سے ضرب دیں کیوں کہ گرام میں دس دراہم کا یہی وزن بنتا ہے، تو یہ 2602.53 روپے آئیں گے جو کہ دس دراہم اقلِّ مہر کی قیمت ہے۔

شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ:

1۔ شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک گرام چاندی کی قیمت معلوم کرلی جائے، پھر اس کو 3.0618 سے ضرب دیا جائے کیوں کہ ایک شرعی درہم اتنے ہی گرام کا ہوتا ہے، جو جواب آئے تو وہی شرعی درہم کی قیمت ہوگی۔

2۔ شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کو ایک تولہ چاندی کی قیمت معلوم ہے تو اس سے ایک درہم کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو 11.664 سے تقسیم کر کے ایک گرام کی قیمت حاصل کرلی جائے کیوں کہ ایک تولہ 11.664 گرام ہی کا ہوتا ہے، ایک گرام کی قیمت حاصل ہو جانے کے بعد اسے 3.0618 گرام میں ضرب دیا جائے کیوں کہ ایک درہم اتنے ہی گرام کا ہوتا ہے، تو جو جواب آئے وہی ایک درہم کی قیمت ہے۔

شرعی دینار کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ:

1۔ شرعی دینار کی قیمت معلوم کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک گرام سونے کی قیمت معلوم کرلی جائے، پھر اس کو 4.374 سے ضرب دیا جائے کیوں کہ ایک شرعی دینار اتنے ہی گرام کا ہوتا ہے، جو جواب آئے تو وہی شرعی دینار کی قیمت ہوگی۔

2۔ شرعی دینار کی قیمت معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کو ایک تولہ سونے کی قیمت معلوم ہے تو اس

سے ایک دینار کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو 11.664 سے تقسیم کرکے ایک گرام کی قیمت حاصل کرلی جائے کیوں کہ ایک تولہ 11.664 گرام ہی کا ہوتا ہے، ایک گرام کی قیمت حاصل ہو جانے کے بعد اسے 4.374 گرام میں ضرب دیا جائے کیوں کہ ایک دینار اتنے ہی گرام کا ہوتا ہے، تو جو جواب آئے وہی ایک دینار کی قیمت ہے۔

فائدہ: ذیل میں شرعی اوزان سے متعلق احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات

مہر کی کم از کم مقدار

- مصنف ابن أبي شيبة:

١٦٦٣١: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ دَاوُدَ الزعَافِري عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَا مَهْرَ بِأَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

- سنن الدارقطني:

٣٦٤٥: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بْنِ السُّكَيْنِ الْبَلَدِيُّ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ الْحَكَمِ الرَّسْعَنِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُنْكِحُوا النِّسَاءَ إِلَّا الْأَكْفَاءَ، وَلَا يُزَوِّجُهُنَّ إِلَّا الْأَوْلِياءُ، وَلَا مَهْرَ دُونَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ».

٣٦٤٦: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَطْبَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ جَحْدَرٌ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَدَاقَ دُونَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ».

٣٦٤٧: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِشْكَابٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ الْأَوْدِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَا يَكُونُ مَهْراً أَقَلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ.

٣٦٤٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْعَنْبَسِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى

عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: لَا صَدَاقَ أَقَلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ.

- عمدة القاري:

قلت: قال أصحابنا: أقل المهر عشرة دراهم، سواء كانت مضروبة أو غيرها حتى يجوز وزن عشرة تبرا وإن كانت قيمته أقل، بخلاف السرقة؛ لما روى الدارقطني من حديث جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: «لا تنكحوا النساء إلا الأكفاء، ولا يزوجهن إلا الأولياء، ولا مهر دون عشرة دراهم». فإن قلت: فيه مبشر بن عبيد متروك الحديث، أحاديثه لا يتابع عليها، قاله الدارقطني، وقال البيهقي في «المعرفة»: عن أحمد بن حنبل أنه قال: أحاديث بشر بن عبيد موضوعة كذب. قلت: رواه البيهقي من طرق، والضعيف إذا روي من طريق يصير حسنا، فيحتج به، ذكره النووي في «شرح المهذب»، وعن علي رضي الله تعالى عنه أنه قال: أقل ما يستحلّ به المرأة عشرة دراهم. ذكره البيهقي. (باب قول الله تعالى: «وَءَاتُوا النِّسَآءَ صَدُقَـٰتِهِنَّ نِحْلَةً»....)

- فيض الباري شرح صحيح البخاري للإمام الكشميري رحمه الله:

وقال أبو حنيفة: لا مَهْر أقل من عشرةِ دراهمَ. إلا أَنَّ في إسناده حجاجَ بن أَرطاة، وحَسّن الترمذيُّ حديثَه في غير واحد مِن المواضع من كتابه وإن كان المحدِّثون لا يعتبرون بتحسينه، أما أنا فأعتمد بتحسينه، وذلك؛ لأَنَّ الناس عامّة ينظرون إلى صورةِ الإِسناد فقط، والترمذيُّ ينظر إلى حاله في الخارج أيضًا، وهذا الذي ينبغي، والقَصْر على الإِسناد فقط قصور، والطَّعْن فيه أنه كان يَشْرب النبيذ، قلتُ: ولا جَرْح به عند أهل الكوفة؛ فإنه حلالٌ عندهم. وقالوا أيضًا: إنَّه كان مُتكبِّرًا، قلتُ: دعوها فإنها كلمةٌ مُنْتِنة، واتركوا سائرَ الناس ...... وقالوا: إنه كان يَترك الجماعة، قلتُ: نعم هذا الجرح شديدٌ، إلّا أنه نُقل عن مالك أنه لم يأت المسجدَ النبويَّ إلى ثلاثينَ سنةً، فَسُئل عنه فأجاب: أَنَّ كلّ أَحَدٍ لا يقدر على إظهارِ عُذْره، فحسنه العلماءُ على جوابه، كما في «التذكرة»، قلتُ: نعم، وذلك؛ لأنه كان إِمَامًا عظيمًا آتاه الله عِلْمًا وحِكْمةً وقبولًا، فنكسوا رؤوسهم، أما الحَجّاج فكان رَجُلًا من الرجال، فتكأكأوا عليه كالتكأكؤ على ذي جِنّة. ثُم الشيخُ ابنُ الهُمام أتى بحديثٍ في تقدير المَهْر في «باب الكفاءة»، وهذا من زياداتِه على الزَّيلعي، وقد زاد عليه في موضع آخَر، وإلَّا فجميع كتابِه مأخوذ من الزَّيلعي، ولم يأت عليه بشيءٍ جديدٍ، ونقل

الشيخُ تصحيحَه عن الحافظ بُرْهان الدِّين الحَلَبي، إلا أنه لم يكن عنده إسنادُه، ثُم ذكر الشَّيخ ابنُ الهُمام أنَّ بَعْضًا من أصحابه جاء بسندِه من عندِ الحافظ ابنِ حَجَر، والحديث بذلك السَّند ليس أَقلَّ من الحَسَن. قلتُ: وأَكْبر ظَنِّي أن هذا البَعْضَ الذي جاء بسنده هو تلميذُه ابنُ أمير الحاج، وهو نِصاب القَطْع في باب السَّرقة عندنا، وله حديثٌ قويٌّ عند النَّسائي، والرأي فيه عندي أنَّ المَهْر وكذا نِصاب السَّرقة كانا قَليلين في أَوَّل الإسلام؛ لعسر حال المسلمين، فلما وَسَّع الله تعالى عليهم زِيد في المهر ونِصاب السرقة أيضًا، حتى استقرَّ الأَمْر على عشرةِ دراهمَ فيهما، فلا نَسْخ عندي، وحينئذٍ جاز أن يكون نَحْوُ خاتم حديد تمامَ المَهْر في زمن، ولك أن تحمله على المُعَجّل أيضًا. فالصُّورُ كلُّها معمولةٌ بها عندي وإن انتهى الأَمْر إلى العشرةِ.

(باب قول الله تعالى: «وَءَاتُوا النِّسَآءَ صَدُقَٰتِهِنَّ نِحۡلَةً»....)

- فتح القدير:

ولنا: قوله ﷺ من حديث جابر رضي الله عنه: «ألا لا يزوج النساء إلا الأولياء، ولا يزوجن إلا من الأكفاء، ولا مهر أقل من عشرة دراهم»، رواه الدارقطني والبيهقي، وتقدم الكلام عليه في الكفاءة، فوجب الجمع فيحمل كل ما أفاد ظاهره كونه أقل من عشرة دراهم على أنه المعجل.

(باب المهر)

- البحر الرائق:

قَوْلُهُ: (وَأَقَلُّهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ) أَيْ أَقَلُّ الْمَهْرِ شَرْعًا؛ لِلْحَدِيثِ: «لَا مَهْرَ أَقَلُّ من عَشَرَةِ دَرَاهِمَ»، وهو وَإِنْ كان ضَعِيفًا فَقَدْ تَعَدَّدَتْ طُرُقُهُ، وَالْمَنْقُولُ في الْأُصُولِ أَنَّ الضَّعِيفَ إذَا تَعَدَّدَتْ طُرُقُهُ فإنه يَصِيرُ حَسَنًا إذَا كان ضعْفُهُ بِغَيْرِ الْفِسْقِ، وَلِأَنَّهُ حَقُّ الشَّرْعِ وُجُوبًا؛ إظْهَارًا لِشَرَفِ الْمَحَلِّ، فَيُقَدَّرُ بماله خَطَرٌ، وهو الْعَشَرَةُ؛ اسْتِدْلَالًا بِنِصَابِ السَّرِقَةِ.

- الدر المختار:

(أقله عشرة دراهم)؛ لحديث البيهقي وغيره: «لا مهر أقل من عشرة دراهم»، ورواية الأقل تحمل على المعجل. (فضة وزن سبعة) مثاقيل كما في الزكاة (مضروبة كانت أو لا) ولو دينا أو عرضا قيمته عشرة وقت العقد، أما في ضمانها بطلاق قبل الوطء فيوم القبض. (وتجب) العشرة إن

سماها أو دونها.

- الفتاوى الهندية:

أَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مَضْرُوبَةً أَوْ غَيْرَ مَضْرُوبَةٍ حَتَّى يَجُوزَ وَزْنُ عَشَرَةٍ تِبْرًا وَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَقَلَّ، كَذَا فِي «التَّبْيِينِ». وَغَيْرُ الدَّرَاهِمِ يَقُومُ مَقَامَهَا بِاعْتِبَارِ الْقِيمَةِ وَقْتَ الْعَقْدِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، حَتَّى لَوْ تَزَوَّجَهَا عَلَى ثَوْبٍ أَوْ مَكِيلٍ أَوْ مَوْزُونٍ وَقِيمَتُهُ يَوْمَ الْعَقْدِ عَشَرَةٌ فَصَارَتْ يَوْمَ الْقَبْضِ أَقَلَّ لَيْسَ لَهَا الرَّدُّ، وَفِي الْعَكْسِ لَهَا مَا نَقَصَ، كَذَا فِي «النَّهْرِ الْفَائِقِ».

مہر فاطمی، اُوقیہ، نشّ

- صحيح مسلم:

١٤٢٦- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا. قَالَتْ: أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ. فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ.

(باب الصَّدَاقِ)

- مصنف عبد الرزاق:

١٠٤٠٧- عبد الرزاق عن ابن عيينة، عن يحي بن سعيد، عن محمد بن إبراهيم قال: أصدق النبي ﷺ كل امرأة من نسائه اثنتي عشرة أوقية ونشّا، والنشّ: نصف أوقية، فذلك خمس مائة درهم.

- سنن أبي داود:

٢١٠٧- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضى الله عنها عَنْ صَدَاقِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: ثِنْتَا عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٌّ. فَقُلْتُ: وَمَا نَشٌّ؟ قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ.

- سنن الترمذي:

١١١٤- عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَلَا لَا تُغَالُوا صُدُقَةَ النِّسَاءِ؛ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيّ اللهِ ﷺ، مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

صَحِيحٌ. وَأَبُو العَجْفَاءِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ: هَرِمٌ. وَالأُوقِيَّةُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ: أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا. وَثِنْتَا عَشْرَةَ أُوقِيَّةً: أَرْبَعُ مِائَةٍ وَثَمَانُونَ دِرْهَمًا.

- مصنف ابن أبى شيبة:

١٦٦٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ صَدَاقُ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَدَاقُ نِسَائِهِ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

١٦٦٣٥- حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: السُّنَّةُ فِي النِّكَاحِ اثْنَا عَشَرَ أُوقِيَّةً وَنِصْف، فَذَلِكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

- مرقاة المفاتيح:

٣٢٠٤- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: أَلَا لَا تُغَالُوا صَدُقَةَ النِّسَاءِ؛ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوَى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيّ اللهِ ﷺ، مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ. (مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا) أَيْ: تَزَوَّجَ أَحَدًا (مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أَنْكَحَ) أَيْ: زَوَّجَ (شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ) أَيْ: مِقْدَارًا أَكْثَرَ (مِنَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً) وَهِيَ أَرْبَعُمِائَةٍ وَثَمَانُونَ دِرْهَمًا، وَأَمَّا مَا رُوِيَ مِنَ الْحَدِيثِ الْآتِي أَنَّ صَدَاقَ أُمِّ حَبِيبَةَ كَانَ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ فَإِنَّهُ مُسْتَثْنًى مِنْ قَوْلِ عُمَرَ؛ لِأَنَّهُ أَصْدَقَهَا النَّجَاشِيُّ فِي الْحَبَشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَا رَوَتْهُ عَائِشَةُ فِيمَا سَبَقَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَنَشًّا فَإِنَّهُ لَمْ يَتَجَاوَزْ عَدَدَ الْأَوَاقِي الَّتِي ذَكَرَهَا عُمَرُ، وَلَعَلَّهُ أَرَادَ عَدَدَ الْأُوقِيَّةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى الْكُسُورِ مَعَ أَنَّهُ نَفَى الزِّيَادَةَ فِي عِلْمِهِ، وَلَعَلَّهُ لَمْ يَبْلُغْهُ صَدَاقُ أُمِّ حَبِيبَةَ وَلَا الزِّيَادَةُ الَّتِي رَوَتْهَا عَائِشَةُ. (بَابُ الصَّدَاقِ)

- سنن أبي داود:

١٦٣٠- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ»، فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ. قَالَ هِشَامٌ: خَيْرٌ مِنْ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، فَرَجَعْتُ فَلَمْ أَسْأَلْهُ شَيْئًا. زَادَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَتِ الْأُوقِيَّةُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا.

کُرّ، مَکُّوک، قَفِیز

- رد المحتار:

مَطْلَبٌ فِي تَعْرِيفِ الْكُرِّ:
(قَوْلُهُ: أَوْ بِكُرِّ بُرٍّ) الْكُرُّ كَيْلٌ مَعْرُوفٌ، وَهُوَ سِتُّونَ قَفِيزًا، وَالْقَفِيزُ: ثَمَانِيَةُ مَكَاكِيكَ، وَالْمَكُّوكُ: صَاعٌ وَنِصْفٌ، «مِصْبَاحٌ».

صاع، رِطل، مُدّ

- رد المحتار:

مَطْلَبٌ فِي تَحْرِيرِ الصَّاعِ وَالْمُدِّ وَالرِّطْلِ:
(قَوْلُهُ: وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ) أَيْ بِالْبَغْدَادِيِّ، وَهِيَ صَاعٌ عِرَاقِيٌّ، وَهُوَ أَرْبَعَةُ أَمْدَادٍ، كُلُّ مُدٍّ رِطْلَانِ، وَبِهِ أَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ. وَالصَّاعُ الْحِجَازِيُّ: خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ، وَبِهِ أَخَذَ الصَّاحِبَانِ وَالْأَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ، فَالْمُدُّ حِينَئِذٍ رِطْلٌ وَثُلُثٌ، وَالرِّطْلُ: مِائَةٌ وَثَلَاثُونَ دِرْهَمًا، وَقِيلَ: مِائَةٌ وَثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ دِرْهَمًا وَأَرْبَعَةُ أَسْبَاعِ دِرْهَمٍ، وَتَمَامُهُ فِي «الْحَلْبَةِ». قُلْت: وَالصَّاعُ الْعِرَاقِيُّ نَحْوُ نِصْفِ مُدٍّ دِمَشْقِيٍّ.

وسق، حِمل، منّ، اُوقیہ، زِقّ

- الجوهرة النيرة:

(قَوْلُهُ: إذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَالْوِسْقُ: سِتُّونَ صَاعًا بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ) قَالَ فِي «الصِّحَاحِ»: الْوِسْقُ بِكَسْرِ الْوَاوِ. وَالْوِسْقُ: مِائَتَانِ وَأَرْبَعُونَ مَنًّا، وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ حِمْلِ جَمَلٍ، وَجُمْلَةُ الْأَوْسَاقِ الْخَمْسَةِ ثَلَاثُمِائَةِ صَاعٍ، قَالَ الصَّيْرَفِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: الصَّاعُ أَرْبَعَةُ أَزْبُدٍ بِزَبَدِيِّ زُبَيْدٍ السُّنْقُرِيِّ، فَيَكُونُ الْوِسْقُ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ مَنًّا، فَالْخَمْسَةُ الْأَوْسُقُ عَلَى هَذَا أَرْبَعَةُ أَمْدَادِ الْأَرْبَعِ ..... (قَوْلُهُ: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: يَجِبُ الْعُشْرُ إذَا بَلَغَ الْخَارِجُ خَمْسَةَ أَمْثَالٍ مِنْ أَعْلَى مَا يُقَدَّرُ بِهِ نَوْعُهُ فَاعْتُبِرَ فِي الْقُطْنِ خَمْسَةُ أَحْمَالٍ) كُلُّ حِمْلٍ ثَلَاثُمِائَةِ مَنٍّ. (وَفِي الزَّعْفَرَانِ خَمْسَةُ أَمْنَانٍ) وَالْمَنُّ: سِتَّةٌ وَعِشْرُونَ أُوقِيَّةً، وَالْأُوقِيَّةُ: سَبْعَةُ

مَثَاقِيلَ وَهِيَ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ ..... (قَوْلُهُ: وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ: لَا شَيْءَ فِيهِ حَتَّى يَبْلُغَ عَشَرَةَ أَزْقَاقٍ) كُلُّ زِقٍّ خَمْسُونَ مَنًّا، وَمَجْمُوعُهُ خَمْسُمِائَةِ مَنٍّ. (بَابُ زَكَاةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ)

- رد المحتار:

والوسق: ستون صاعا، كل صاع أربعة أمناء، وإلا فحتى يبلغ قيمة نصاب من أدنى الموسوق عند الثاني، واعتبر الثالث خمسة أمثال مما يقدر به نوعه ففي القطن خمسة أحمال، وفي العسل أفراق، وفي السكر أمناء. (باب العشر)

- البحر الرائق:

وَاعْتَبَرَ مُحَمَّدٌ خَمْسَةَ أَعْدَادٍ من أَعْلَى ما يُقَدَّرُ بِهِ نَوْعُهُ فَاعْتَبَرَ في الْقُطْنِ خَمْسَةَ أَحْمَالٍ كُلُّ حِمْلٍ ثلاث مائة مَنٍّ، وفي الزَّعْفَرَانِ خَمْسَةُ أَمْنَاءٍ. (باب العشر)

نصابِ زکوٰۃ، درہم، دینار، مثقال، قیراط وغیرہ

- سنن أبي داود:

١٥٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ وَعَنِ الْحَارِثِ الأَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ رضى الله عنه -قَالَ زُهَيْرٌ: أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ- أَنَّهُ قَالَ: «هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتَّى تَتِمَّ مِائَتَىْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَىْ دِرْهَمٍ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ» الحديث.

١٥٧٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَسَمَّى آخَرَ عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ وَالْحَارِثِ الأَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ أَوَّلِ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ -يَعْنِى فِى الذَّهَبِ- حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ، فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ». قَالَ: فَلَا أَدْرِى أَعَلِيٌّ يَقُولُ: «فَبِحِسَابِ ذَلِكَ»، أَوْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ .... الحديث

- الدر المختار:

(نِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُونَ مِثْقَالًا، وَالْفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ كُلُّ عَشْرَةِ) دَرَاهِمَ (وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيلَ)، وَالدِّينَارُ: عِشْرُونَ قِيرَاطًا، وَالدِّرْهَمُ: أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا، وَالْقِيرَاطُ: خَمْسُ شَعِيرَاتٍ، فَيَكُونُ الدِّرْهَمُ الشَّرْعِيُّ سَبْعِينَ شَعِيرَةً، وَالْمِثْقَالُ: مِائَةَ شَعِيرَةٍ، فَهُوَ دِرْهَمٌ وَثَلَاثُ أَسْبَاعِ دِرْهَمٍ....

- رد المحتار:

(قَوْلُهُ: عِشْرُونَ مِثْقَالًا) فَمَا دُونَ ذَلِكَ لَا زَكَاةَ فِيهِ وَلَوْ كَانَ نُقْصَانًا يَسِيرًا يَدْخُلُ بَيْنَ الْوَزْنَيْنِ؛ لِأَنَّهُ وَقَعَ الشَّكُّ فِي كَمَالِ النِّصَابِ فَلَا حُكْمَ بِكَمَالِهِ مَعَ الشَّكِّ، «بَحْرٌ» عَن «الْبَدَائِعِ». وَالْمِثْقَالُ لُغَةً: مَا يُوزَنُ بِهِ قَلِيلًا كَانَ أَوْ كَثِيرًا. وَعُرْفًا مَا يَأْتِي، ط. (قَوْلُهُ: كُلُّ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيلَ) اعْلَمْ أَنَّ الدَّرَاهِمَ كَانَتْ فِي عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُخْتَلِفَةً، فَمِنْهَا عَشَرَةُ دَرَاهِمَ عَلَى وَزْنِ عَشَرَةِ مَثَاقِيلَ، وَعَشَرَةٌ عَلَى سِتَّةِ مَثَاقِيلَ، وَعَشَرَةٌ عَلَى خَمْسَةِ مَثَاقِيلَ، فَأَخَذَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مِن كُلِّ نَوْعٍ ثُلُثًا كَيْ لَا تَظْهَرَ الْخُصُومَةُ فِي الْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ، فَثُلُثُ عَشَرَةٍ ثَلَاثَةٌ وَثُلُثٌ، وَثُلُثُ سِتَّةٍ اثْنَانِ، وَثُلُثُ الْخَمْسَةِ دِرْهَمٌ وَثُلُثَانِ، فَالْمَجْمُوعُ سَبْعَةٌ، وَإِنْ شِئْت فَاجْمَعْ الْمَجْمُوعَ فَيَكُونُ إحْدَى وَعِشْرِينَ فَثُلُثُ الْمَجْمُوعِ سَبْعَةٌ، وَلِذَا كَانَت الدَّرَاهِمُ الْعَشَرَةُ وَزْنَ سَبْعَةٍ، وَهَذَا يَجْرِي فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الزَّكَاةِ وَنِصَابِ السَّرِقَةِ وَالْمَهْرِ وَتَقْدِيرِ الدِّيَاتِ، «ط» عَن «الْمِنَحِ»، لَكِنَّ قَوْلَهُ تَبَعٌ لِـ«الدُّرَرِ»: وَثُلُثُ الْخَمْسَةِ دِرْهَمٌ وَثُلُثَانِ، صَوَابُهُ: مِثْقَالٌ وَثُلُثَانِ. (قَوْلُهُ: وَالدِّينَارُ) أَي الَّذِي هُوَ الْمِثْقَالُ كَمَا فِي «الزَّيْلَعِيِّ» وَغَيْرِهِ. قَالَ فِي «الْفَتْحِ»: وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمِثْقَالَ اسْمٌ لِلْمِقْدَارِ الْمُقَدَّرِ بِهِ، وَالدِّينَارُ اسْمٌ لِلْمُقَدَّرِ بِهِ بِقَيْدِ ذَهَبِيَّتِهِ. اهـ وَحَاصِلُهُ أَنَّ الدِّينَارَ اسْمٌ لِلْقِطْعَةِ مِن الذَّهَبِ الْمَضْرُوبَةِ الْمُقَدَّرَةِ بِالْمِثْقَالِ، فَاتِّحَادُهُمَا مِنْ حَيْثُ الْوَزْنُ. (قَوْلُهُ: وَالدِّرْهَمُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا) فَتَكُونُ الْمِائَتَانِ أَلْفَيْ قِيرَاطٍ وَثَمَانَمِائَةِ قِيرَاطٍ. وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا هُوَ الدِّرْهَمُ الشَّرْعِيُّ، وَالدِّرْهَمُ الْمُتَعَارَفُ سِتَّةَ عَشَرَ قِيرَاطًا، وَزْنُهُ الرِّيَالُ الْفِرِنْجِيُّ بِالدَّرَاهِمِ الْمُتَعَارَفَةِ تِسْعَةُ دَرَاهِمَ وَقِيرَاطٌ، وَبِالدَّرَاهِمِ الشَّرْعِيَّةِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَخَمْسَةُ قَرَارِيطَ، وَذَلِكَ مِائَةٌ وَخَمْسَةٌ وَأَرْبَعُونَ قِيرَاطًا، فَيَكُونُ النِّصَابُ مِن الرِّيَالِ تِسْعَةَ عَشَرَ رِيَالًا وَثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ وَثَلَاثَةَ قَرَارِيطَ. اهـ ط مَعَ بَعْضِ زِيَادَةٍ وَتَصْحِيحِ غَلَطٍ وَقَعَ فِي عِبَارَتِهِ، فَافْهَمْ، وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ الدِّرْهَمَ الْمُتَعَارَفَ أَكْبَرُ مِن الشَّرْعِيِّ، وَبِهِ صَرَّحَ الْإِمَامُ السُّرُوجِيُّ فِي «الْغَايَةِ» بِقَوْلِهِ:

دِرْهَمُ مِصْرَ أَرْبَعٌ وَسِتُّونَ حَبَّةً وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ دِرْهَمِ الزَّكَاةِ، فَالنِّصَابُ مِنْهُ مِائَةٌ وَثَمَانُونَ وَحَبَّتَانِ اهـ. لَكِنْ نَظَرَ فِيهِ صَاحِبُ «الْفَتْحِ» بِأَنَّهُ أَصْغَرُ لَا أَكْبَرُ؛ لِأَنَّ دِرْهَمَ الزَّكَاةِ سَبْعُونَ شَعِيرَةً، وَدِرْهَمَ مِصْرَ لَا يَزِيدُ عَلَى أَرْبَعَةٍ وَسِتِّينَ شَعِيرَةً؛ لِأَنَّ رُبُعَهُ مُقَدَّرٌ بِأَرْبَعِ خَرَانِيبَ، وَالْخَرْنُوبَةُ: أَرْبَعُ قَمْحَاتٍ وَسَطٍ. اهـ. قُلْت: وَالظَّاهِرُ أَنَّ كَلَامَ السُّرُوجِيِّ مَبْنِيٌّ عَلَى تَقْدِيرِ الْقِيرَاطِ بِأَرْبَعِ حَبَّاتٍ كَمَا هُوَ الْمَعْرُوفُ الْآنَ، فَإِذَا كَانَ الدِّرْهَمُ الشَّرْعِيُّ أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا يَكُونُ سِتَّةً وَخَمْسِينَ حَبَّةً، فَيَكُونُ الدِّرْهَمُ الْعُرْفِيُّ أَكْبَرَ مِنْهُ، لَكِنَّ الْمُعْتَبَرَ فِي قِيرَاطِ الدِّرْهَمِ الشَّرْعِيِّ خَمْسُ حَبَّاتٍ، بِخِلَافِ قِيرَاطِ الدِّرْهَمِ الْعُرْفِيِّ، قَالَ بَعْضُ الْمُحَشِّينَ: الدِّرْهَمُ الْآنَ الْمَعْرُوفُ بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَأَرْضِ الْحِجَازِ هُوَ الْمُسَمَّى فِي عُرْفِنَا بِالْقَفْلَةِ بِالْقَافِ وَالْفَاءِ عَلَى وَزْنِ «تَمْرَةٍ»، وَهُوَ سِتَّ عَشْرَةَ خَرْنُوبَةً، كُلُّ خَرْنُوبَةٍ أَرْبَعُ شَعِيرَاتٍ أَوْ أَرْبَعُ قَمْحَاتٍ؛ لِأَنَّا اخْتَبَرْنَا الشَّعِيرَةَ الْمُتَوَسِّطَةَ مَعَ الْقَمْحَةِ الْمُتَوَسِّطَةِ فَوَجَدْنَاهُمَا مُتَسَاوِيَتَيْنِ، وَالْقِيرَاطُ فِي عُرْفِنَا الْآنَ هُوَ الْخَرْنُوبَةُ، فَيَكُونُ الدِّرْهَمُ الْعُرْفِيُّ أَرْبَعًا وَسِتِّينَ شَعِيرَةً وَهُوَ يَنْقُصُ عَنِ الشَّرْعِيِّ بِسِتِّ شَعِيرَاتٍ، وَالْمِثْقَالُ الْمَعْرُوفُ الْآنَ أَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ خَرْنُوبَةً فَهُوَ سِتٌّ وَتِسْعُونَ شَعِيرَةً فَيَنْقُصُ عَنِ الشَّرْعِيِّ بِأَرْبَعِ شَعِيرَاتٍ، فَالْمِائَتَانِ مِنَ الدَّرَاهِمِ الشَّرْعِيَّةِ مِائَتَا قَفْلَةٍ وَثَمَانِ عَشْرَةَ قَفْلَةً وَثَلَاثَةُ أَرْبَاعِ قَفْلَةٍ، وَزَكَاتُهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ عُرْفِيَّةً وَسَبْعَةُ خَرَانِيبَ وَنِصْفُ خَرْنُوبَةٍ، وَالْعِشْرُونَ مِثْقَالًا الشَّرْعِيَّةُ أَحَدٌ وَعِشْرُونَ مِثْقَالًا عُرْفِيَّةً إلَّا أَرْبَعَ خَرَانِيبَ، وَزَكَاتُهَا اثْنَتَا عَشْرَةَ خَرْنُوبَةً وَنِصْفُ خَرْنُوبَةٍ اهـ. وَمَا ذَكَرَهُ مِنْ أَنَّ الْمِثْقَالَ الْعُرْفِيَّ سِتٌّ وَتِسْعُونَ شَعِيرَةً مُوَافِقٌ لِمَا نَقَلَهُ الشَّارِحُ فِي «شَرْحِ الْمُلْتَقَى» عَنْ «شَرْحِ التَّرْتِيبِ» مِنْ أَنَّهُ بِمِصْرَ الْآنَ دِرْهَمٌ وَنِصْفٌ. وَذَكَرَ الرَّحْمَتِيُّ عَنِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ أَسْعَدَ مُفْتِي الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى عِدَّةِ دَنَانِيرَ قَدِيمَةٍ، مِنْهَا مَا هُوَ مَضْرُوبٌ فِي خِلَافَةِ بَنِي أُمَيَّةَ، وَمِنْهَا فِي خِلَافَةِ بَنِي الْعَبَّاسِ سَنَةَ (٧٩) وَفِي خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ سَنَةَ (٨٣) وَفِي خِلَافَةِ الرَّشِيدِ سَنَةَ (١٨١) وَمِنْهَا سَنَةَ (١٧٣) وَمِنْهَا فِي زَمَنِ الْمَأْمُونِ، وَدَنَانِيرَ أُخَرَ مُتَقَدِّمَةً وَمُتَأَخِّرَةً وَكُلُّهَا مُتَسَاوِيَةُ الْوَزْنِ، كُلُّ دِينَارٍ دِرْهَمٌ وَرُبُعٌ بِدَرَاهِمِ الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ، كُلُّ دِرْهَمٍ مِنْهَا سِتَّةَ عَشَرَ قِيرَاطًا، وَالْقِيرَاطُ: أَرْبَعُ حَبَّاتِ حِنْطَةٍ. اهـ. قُلْت: وَهَذَا مُوَافِقٌ لِمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ مِنْ كَوْنِ الدِّينَارِ الشَّرْعِيِّ عِشْرِينَ قِيرَاطًا، لَكِنْ يُخَالِفُهُ مِنْ حَيْثُ اقْتِضَاؤُهُ أَنَّ الْقِيرَاطَ أَرْبَعُ حَبَّاتٍ، وَالْمِثْقَالُ: ثَمَانُونَ حَبَّةً، وَالْمَذْكُورُ فِي كُتُبِ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ أَنَّ دِرْهَمَ الزَّكَاةِ سِتَّةُ دَوَانِقَ، وَالدَّانَقُ:

ثَمَانُ حَبَّاتِ شَعِيرٍ وَخُمُسَا حَبَّةٍ، فَالدِّرْهَمُ: خَمْسُونَ حَبَّةً وَخُمُسَا حَبَّةٍ، وَالْمِثْقَالُ: اثْنَانِ وَسَبْعُونَ شَعِيرَةً مُعْتَدِلَةً لَمْ تُقْشَرْ وَقُطِعَ مِنْ طَرَفَيْهَا مَا دَقَّ وَطَالَ، وَهُوَ لَمْ يَتَغَيَّرْ جَاهِلِيَّةً وَلَا إِسْلَامًا، وَمَتَى نَقَصَ مِنْهُ ثَلَاثَةُ أَعْشَارِهِ كَانَ دِرْهَمًا، وَمَتَى زِيدَ عَلَى الدِّرْهَمِ ثَلَاثَةُ أَسْبَاعِهِ كَانَ مِثْقَالًا. اهـ قُلْت: وَعَلَيْهِ فَالدِّرْهَمُ: اثْنَا عَشَرَ قِيرَاطًا، كُلُّ قِيرَاطٍ نِصْفُ دَانَقٍ أَرْبَعُ حَبَّاتٍ وَخُمُسُ حَبَّةٍ، وَالْمِثْقَالُ: سَبْعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا وَحَبَّتَانِ، وَذَلِكَ؛ لِأَنَّ ثَلَاثَةَ أَسْبَاعِ الدِّرْهَمِ عَلَى تَقْدِيرِهِمْ إِحْدَى وَعِشْرُونَ حَبَّةً وَثَلَاثَةُ أَخْمَاسِ حَبَّةٍ، فَإِذَا زِيدَ ذَلِكَ عَلَى الدِّرْهَمِ وَهُوَ خَمْسُونَ حَبَّةً وَخُمُسَا حَبَّةٍ بَلَغَ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ حَبَّةً، وَقَدْ ذَكَرَ فِي «سَكْبِ الْأَنْهُرِ» أَقْوَالًا كَثِيرَةً فِي تَحْدِيدِ الْقِيرَاطِ وَالدِّرْهَمِ بِنَاءً عَلَى اخْتِلَافِ الِاصْطِلَاحَاتِ، وَالْمَقْصُودُ تَحْدِيدُ الدِّرْهَمِ الشَّرْعِيِّ، وَقَدْ سَمِعْت مَا فِيهِ مِن الِاضْطِرَابِ، وَالْمَشْهُورُ عِنْدَنَا مَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ.

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الدَّرَاهِمَ وَالدَّنَانِيرَ الْمُتَعَامَلَ بِهَا فِي هَذَا الزَّمَانِ أَنْوَاعٌ كَثِيرَةٌ مُخْتَلِفَةُ الْوَزْنِ وَالْقِيمَةِ، وَيَتَعَامَلُ بِهَا النَّاسُ عَدَدًا بِدُونِ مَعْرِفَةِ وَزْنِهَا، وَيُخْرِجُونَ زَكَاتَهَا عَدَدًا أَيْضًا؛ لِعُسْرِ ضَبْطِهَا بِالْوَزْنِ، وَلَا سِيَّمَا لِمَنْ كَانَ لَهُ دُيُونٌ فَإِنَّهُ إِنْ قَدَّرَهَا بِالْأَثْقَلِ وَزْنًا بَلَغَتْ مِقْدَارًا، وَإِنْ قَدَّرَهَا بِالْأَخَفِّ بَلَغَتْ دُونَهُ فَيُخْرِجُونَ عَنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ قِرْشًا مِنْهَا قِرْشًا، وَعَنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً، وَهَكَذَا مَعَ أَنَّ الْوَاجِبَ فِيهَا الْوَزْنُ كَمَا مَرَّ وَيَأْتِي، فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَا يُخْرِجُهُ مِنْ جِنْسِ الْقُرُوشِ الثَّقِيلَةِ أَو الذَّهَبِ الثَّقِيلِ حَتَّى لَا يَنْقُصَ مَا يُخْرِجُهُ بِالْعَدَدِ عَنْ رُبُعِ الْعُشْرِ فَتَبْرَأُ ذِمَّتُهُ بِيَقِينٍ، بِخِلَافِ مَا إِذَا أَخْرَجَ مِنَ الْخَفِيفِ فَقَطْ أَوْ مِنْهُ وَمِن الثَّقِيلِ فَإِنَّهُ قَدْ لَا يَبْلُغُ رُبُعَ عُشْرِ مَالِهِ، إِلَّا إِذَا كَانَ جَمِيعُ مَالِهِ مِنْ جِنْسِ الْخَفِيفِ، وَغَالِبُ أَصْحَابِ الْأَمْوَالِ عَنْ هَذَا غَافِلُونَ، فَلْيُتَنَبَّهْ لَهُ. (قَوْلُهُ: وَقِيلَ: يُفْتَى فِي كُلِّ بَلَدٍ بِوَزْنِهِمْ) جَزَمَ بِهِ فِي «الْوَلْوَالِجِيَّةِ»، وَعَزَاهُ فِي «الْخُلَاصَةِ» إِلَى ابْنِ الْفَضْلِ، وَبِهِ أَخَذَ السَّرَخْسِيُّ، وَاخْتَارَهُ فِي «الْمُجْتَبَى» وَ«جَمْعِ النَّوَازِلِ» وَ«الْعُيُونِ» وَ«الْمِعْرَاجِ» وَ«الْخَانِيَّةِ» وَ«الْفَتْحِ»، وَقَالَ بَعْدَهُ: إِلَّا أَنِّي أَقُولُ: يَنْبَغِي أَنْ يُقَيَّدَ بِمَا إِذَا كَانَتْ لَا تَنْقُصُ عَنْ أَقَلِّ وَزْنٍ كَانَ فِي زَمَنِهِ ﷺ وَهِيَ مَا تَكُونُ الْعَشَرَةُ وَزْنَ خَمْسَةٍ اهـ «بَحْرٌ» مُلَخَّصًا. زَادَ فِي «النَّهْرِ» عَن «السِّرَاجِ»: إِلَّا أَنَّ كَوْنَ الدِّرْهَمِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا عَلَيْهِ الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَالْجُمْهُورُ الْكَثِيرُ وَإِطْبَاقُ كُتُبِ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْمُتَأَخِّرِينَ.

(باب زكاة المال)

- البحر الرائق:

قَوْلُهُ: (وفي الدَّرَاهِمِ وَزْنُ سَبْعَةٍ وهو أَنْ تَكُونَ الْعَشَرَةُ منها وَزْنَ سَبْعَةِ مَثَاقِيلَ) وَالْمِثْقَالُ وهو الدِّينَارُ: عِشْرُونَ قِيرَاطًا، وَالدِّرْهَمُ: أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا، وَالْقِيرَاطُ: خَمْسُ شُعَيْرَاتٍ، أَيِ الْمُعْتَبَرُ فِي الدَّرَاهِمِ إِلَى آخِرِهِ. وَالْأَصْلُ فيه أَنَّ الدَّرَاهِمَ كانت مُخْتَلِفَةً في زَمَنِ النبي ﷺ، وفي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي اللهُ عنهما على ثَلَاثِ مَرَاتِبَ فَبَعْضُهَا كان عِشْرِينَ قِيرَاطًا مِثْلَ الدِّينَارِ، وَبَعْضُهَا كان اثْنَيْ عَشَرَ قِيرَاطًا ثَلَاثَةَ أَخْمَاسِ الدِّينَارِ، وَبَعْضُهَا عَشَرَةُ قَرَارِيطَ نِصْفَ الدِّينَارِ. فَالْأَوَّلُ وَزْنُ عَشَرَةٍ من الدَّنَانِيرِ، وَالثَّانِي وَزْنُ سِتَّةٍ أَيْ كُلُّ عَشَرَةٍ منه وَزْنُ سِتَّةٍ من الدَّنَانِيرِ، وَالثَّالِثُ وَزْنُ خَمْسَةٍ أَيْ كُلُّ عَشَرَةٍ منه وَزْنُ خَمْسَةٍ من الدَّنَانِيرِ، فَوَقَعَ التَّنَازُعُ بين الناس في الْإِيفَاءِ وَالِاسْتِيفَاءِ، فَأَخَذَ عُمَرُ من كل نَوْعٍ دِرْهَمًا فَخَلَطَهُ فَجَعَلَهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ متساوية، فَخَرَجَ كُلُّ دِرْهَمٍ أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِيرَاطًا، فَبَقِيَ الْعَمَلُ عليه إِلَى يَوْمِنَا هذا في كل شَيْءٍ في الزَّكَاةِ وَنِصَابِ السَّرِقَةِ وَالْمَهْرِ وَتَقْدِيرِ الدِّيَاتِ، وَذَكَرَ في «الْمُغْرِبِ» أَنَّ هذا الْجَمْعَ وَالضَّرْبَ كان في عَهْدِ بَنِي أُمَيَّةَ. (باب زكاة المال)

فرق

- الجوهرة النيرة:

«الْفَرَقُ» بِفَتْحَتَيْنِ: إِنَاءٌ يَأْخُذُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا، كَذَا فِي «الْمُسْتَصْفَى»، وَالْمُحَدِّثُونَ يُسَكِّنُونَ الرَّاءَ. (بَابُ زَكَاةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ)

- فتح القدير للإمام ابن الهمام:

وَ«الْفَرَقُ» بِتَحْرِيكِ الرَّاءِ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ، وَأَهْلُ الْحَدِيثِ يُسَكِّنُونَهَا، وَهُوَ مِكْيَالٌ مَعْرُوفٌ هُوَ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا. (فصل في العروض)

مقالہ: وضو اور غسل میں کس قدر پانی کا استعمال سنّت سے ثابت ہے؟

وضو اور غسل کرتے وقت پانی کے استعمال میں اعتدال کی ضرورت:

شریعت کی روشنی میں وضو اور غسل میں پانی کا ضیاع اور اس کا بے جا استعمال ممنوع ہے، اسی طرح اس قدر کم مقدار میں پانی کا استعمال بھی درست نہیں کہ اس سے وضو اور غسل ہی نہ ہوتے ہوں یعنی فرائض ہی پورے نہ ہوں؛ یہ دونوں طرزِ عمل شرعی اعتبار سے ممنوع اور غلط ہیں۔ اسی طرح اس قدر کم پانی کا استعمال بھی ناپسندیدہ ہے کہ جس سے وضو اور غسل سنت کے مطابق نہ ہوتے ہوں یعنی صرف فرائض پورے کرلیے جائیں اور سنت کی رعایت نہ کی جائے، اس سے بھی بچنے کی ضرورت ہے، خلاصہ یہ کہ اعتدال کے ساتھ اس قدر پانی استعمال کرنا چاہیے جس سے سنت کے مطابق وضو اور غسل ہوجاتے ہوں۔

ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

وضو اور غسل کے لیے پانی کی کوئی خاص مقدار لازم نہیں:

اس بات پر امت کے حضرات اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ شریعت نے وضو اور غسل کے لیے پانی کی کوئی خاص مقدار لازم قرار نہیں دی ہے کہ اس سے کم یا زیادہ پانی کا استعمال جائز نہ ہو، بلکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اور اسراف سے بچتے ہوئے مسنون وضو اور غسل کے لیے جس قدر بھی پانی کافی ہوجائے اس کا استعمال درست ہے۔

وضو اور غسل میں کس قدر پانی کا استعمال سنت سے ثابت ہے؟

یہ بات سمجھنا اہمیت رکھتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے وضو اور غسل میں کتنی مقدار میں پانی استعمال کرنا ثابت ہے، تو اس حوالے سے چند روایات ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ وضو کے لیے ایک مُدّ جبکہ غسل کے لیے ایک صاع پانی استعمال فرماتے تھے۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٣٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ -قَالَ أَبُو كَامِلٍ:

حَدَّثَنَا بِشْرٌ- حَدَّثَنَا أَبُو رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِينَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّؤُهُ الْمُدُّ. (باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة)

2۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "وضو کے ایک مدّ پانی جبکہ غسل کے لیے ایک صاع پانی کافی ہوجاتا ہے۔" تو ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اتنا پانی تو ہمارے لیے کافی نہیں ہوتا، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یقیناً اتنا پانی اُس ہستی کے لیے کافی ہوجایا کرتا تھا جو تم سے افضل بھی تھی اور ان کے سر کے بال بھی تم سے زیادہ تھے۔

- مصنَّف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٧١٣- عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُجْزِئُ مِنَ الْوُضُوءِ الْمُدُّ، وَمِنَ الْجَنَابَةِ الصَّاعُ». فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَكْفِينَا يَا جَابِرُ، فَقَالَ: قَدْ كَفَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْك وَأَكْثَرُ شَعْرًا.

زیادہ تر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ وضو کے لیے ایک مُدّ جبکہ غسل کے لیے ایک صاع کی مقدار پانی استعمال فرماتے تھے۔

مُدّ اور صاع کا موجودہ وزن:

مُدّ: 819 ماشہ = 68.25 تولہ = 796.068 گرام۔

صاع: 4 مُدّ = 3276 ماشہ = 3.184272 کلو گرام۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

- ایک مدّ 260 دراہم کا ہوتا ہے، ایک درہم 3.0618 گرام کا ہوتا ہے، تو 3.0618 کو 260 سے ضرب دینے کی صورت میں 796.068 گرام بنتے ہیں جو کہ ایک مد کا موجودہ وزن ہے۔
- ایک صاع چار مدّ کا ہوتا ہے اور ایک مدّ 796.068 گرام کا ہوتا ہے، تو 796.068 کو 4 سے ضرب دینے کی صورت میں 3.184272 کلو گرام بنتے ہیں جو کہ ایک صاع کا موجودہ وزن ہے۔

البتہ بعض روایات سے اس مقدار کے علاوہ بھی پانی کا استعمال ثابت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ وضو کے لیے ایک مُدّ جبکہ غسل کے لیے ایک صاع سے

لے کر پانچ مد تک پانی استعمال فرماتے تھے۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٣٢٥- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ.
(باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة)

اس روایت میں غسل کے لیے پانچ مُدّ تک پانی کا استعمال معلوم ہوتا ہے جبکہ ماقبل میں ایک صاع کا ذکر ہے، چوں کہ صاع چار مُدّ کا ہوتا ہے اس لیے اِس روایت میں پانی کی مقدار صاع سے کچھ زیادہ ہے۔

4۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضور اقدس ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے جس میں تین مد یا اس کے قریب مقدار کا پانی آسکتا تھا۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٣٢١- عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ -وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ- أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ.
(باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة)

اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور اقدس ﷺ دونوں کا ایک ساتھ ایک ہی برتن سے غسل کرنا معلوم ہو رہا ہے، اور وہ برتن بھی ایسا کہ جس میں تین مد یا اس کے قریب مقدار میں پانی آسکتا تھا۔ گویا کہ تین مد مراد لینے کی صورت میں یہ ایک صاع سے کم مقدار بنتی ہے کیوں کہ ایک صاع چار مد کے برابر ہوا کرتا ہے۔ اور اگر چار مدّ ہی مراد لیے جائیں تب تو اس سے ایک صاع ہی مراد ہو گا۔

5۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ "فَرَق" نامی برتن میں غسل فرماتے۔ اور میں اور حضور اقدس ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٣١٩- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ، وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ. وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ سُفْيَانُ: وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ. (باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة)

اس روایت میں ''فرق'' سے مراد ایک برتن ہے جس کی پیمائش اور وزن کے بارے میں اہلِ علم کے متعدد اقوال ہیں، مذکورہ روایت میں امام سفیان رحمہ اللہ کا قول مذکور ہے کہ ''فرق'' تین صاع کے برابر ہوتا ہے یعنی اس میں تین صاع جتنا پانی سما سکتا ہے، اور ماقبل میں ذکر ہو چکا کہ ایک صاع 3.184272 کلو گرام کے برابر ہوتا ہے، تو 3.184272 کو 3 سے ضرب دینے کی صورت میں 9.552816 کلو گرام بنتا ہے، جبکہ بعض اہلِ علم کے نزدیک ''فرق'' نامی برتن میں دو صاع سما سکتے ہیں، تو اس صورت میں یہ 6.368544 کلو گرام بنتے ہیں۔ ''فرق'' سے متعلق مزید تفصیل رسالے کے شروع میں ملاحظہ فرمائیں۔

6۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ غسل کے لیے پانچ مَکُّوک پانی جبکہ وضو کے لیے ایک مَکُّوک پانی استعمال فرماتے تھے۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٣٢٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ. وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ.

(باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة)

مَکُّوک کا موجودہ وزن:

مَکُّوک: 1.5 صاع = 4.776409 کلو گرام۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مکوک 1.5 یعنی ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع 3.184272 کلو گرام کا ہوتا ہے، تو 3.184272 کو 1.5 سے ضرب دینے کی صورت میں 4.776409 کلو گرام بنتے ہیں جو کہ ایک مکوک کا موجودہ وزن ہے۔

اس روایت کے مطابق وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار زیادہ بنتی ہے کیوں کہ ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے، جبکہ ماقبل میں تو ایک صاع پانی غسل کے لیے استعمال کرنا ثابت ہوتا ہے۔

احادیث سے ثابت شدہ پانی کی مقدار سے متعلق تفصیلی حکم:

ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ وضو کے لیے عموماً ایک مُدّ (یعنی 796.067 گرام)، اور غسل

کے لیے ایک صاع (یعنی 3.184272 کلو گرام) پانی استعمال فرماتے تھے (البتہ بعض روایات میں اس کے علاوہ دیگر مقدار بھی ثابت ہیں)۔ احادیث سے ثابت شدہ اس مقدار سے متعلق حضرات فقہائے امت فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی مقدار نہیں کہ صرف اسی پر عمل کرنا لازم ہو، بلکہ یہ وہ ادنی مقدار ہے جو مسنون وضو اور غسل کے لیے عموماً کافی ہو سکتی ہے، البتہ چوں کہ انسانوں کی طبیعت، مزاج اور ساخت باہمی طور پر مختلف ہوتی ہے اس لیے اگر کسی شخص کو مسنون وضو یا غسل کے لیے اس مقدار سے کم پانی کافی ہو جائے یا اس سے زیادہ پانی درکار ہو تو اس مطلوبہ مقدار میں پانی کا استعمال بالکل درست بلکہ بہتر اور سنت کا تقاضا ہے۔

اس تفصیل سے متعدد غلط فہمیوں کا اِزالہ ہو جاتا ہے جیسے:

1۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت کے مطابق وضو اور غسل کے لیے جس قدر پانی استعمال کرنے کی ضرورت پڑے تو اس کو افراط و تفریط یا اسراف نہیں کہتے بلکہ یہی اعتدال کا راستہ اور شریعت و سنت کا تقاضا ہے۔

2۔ اس سے ان حضرات کی غلطی بھی معلوم ہو جاتی ہے جو اسراف سے بچنے کی خاطر سنت بھی چھوڑ دیتے ہیں، حالاں کہ سنت پورا کرنے کے لیے استعمال ہونے والا پانی اسراف میں ہر گز داخل نہیں بلکہ وہ تو مطلوب ہے۔ بطورِ مثال سمجھیے کہ وضو اور غسل میں تین بار اعضا دھونے کی سنت کے لیے جس قدر بھی پانی کافی ہو جائے تو اس قدر پانی کا استعمال بالکل جائز بلکہ بہتر اور سنت کا تقاضا ہے۔

3۔ اس سے یہ غلط فہمی بھی دور ہو جاتی ہے کہ بعض لوگ وضو کے لیے صرف ایک مُدّ جبکہ غسل کے لیے صرف ایک صاع پانی کے استعمال ہی کو سنت قرار دیتے ہیں، حالاں کہ ایک تو احادیث سے اس کے علاوہ دیگر مقدار میں پانی کا استعمال بھی ثابت ہے، دوم یہ کہ سنت کے مطابق وضو اور غسل کے لیے جس قدر پانی مطلوب ہو تو اس قدر پانی کا استعمال سنت کا تقاضا ہے جس کی تفصیل بیان ہو چکی۔

4۔ اس میں ان حضرات کے لیے بھی بڑی تنبیہ ہے جو وضو اور غسل میں پانی ضائع کرتے رہتے ہیں۔

(رد المحتار، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

اسی کے ضمن میں ایک عام غلط فہمی کا اِزالہ بھی ضروری ہے، ملاحظہ فرمائیں:

وضو اور غسل میں تین بار اعضا دھونے سے کیا مراد ہے؟

وضو اور غسل میں جو تین بار اعضا دھونا سنت ہے تو واضح رہے کہ اس سے محض تین بار پانی لینا مراد نہیں کہ ایک

مرتبہ پانی لینے کو ایک بار، دوسری مرتبہ پانی لینے کو دوبار اور تیسری مرتبہ پانی لینے کو تین بار دھونا کہا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ تینوں بار اعضا کو مکمل دھویا جائے، اگر کسی نے ایک بار پانی لے کر کسی عضو پر بہایا لیکن اس سے وہ عضو مکمل طور پر نہ دُھلا، بلکہ دوسری یا تیسری بار پانی لینے کے بعد ہی مکمل طور پر دُھل گیا تو اس کو تین بار دھونا نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے ایک بار دھونا ہی کہا جائے گا، اور اسی طرح تین بار اعضا کو دھونا سنت ہے۔ (ردالمحتار)

تفصیلی عبارات

- سنن الترمذي:

٥٦- عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِينَةَ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ. وَفِي البَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. حَدِيثُ سَفِينَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَيْحَانَةَ اسمه عَبْدُ اللهِ بْنُ مَطَرٍ. وَهَكَذَا رَأَى بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ الوُضُوءَ بِالمُدِّ، وَالغُسْلَ بِالصَّاعِ، وقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: لَيْسَ مَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ عَلَى التَّوَقِّيتِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَكْثَرُ مِنْهُ وَلَا أَقَلُّ مِنْهُ، وَهُوَ قَدْرُ مَا يَكْفِي.

- الأوسط لابن المنذر:

ذِكْرُ مِقْدَارِ الْمَاءِ لِلطُّهُورِ:

جَاءَ الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ.

٣٢٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا أَبُو رَيْحَانَةَ: حَدَّثَنَا سَفِينَةُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ، وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ. وَقَدْ رُوِّينَا فِي هَذَا الْبَابِ أَخْبَارًا سِوَى هَذَا الْخَبَرِ، وَقَدْ ذَكَرْتُهَا فِي «كِتَابِ السُّنَنِ»، وَفِي الْكِتَابِ الَّذِي اخْتَصَرْتُ مِنْهُ هَذَا الْكِتَابَ.

ذِكْرُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ وَالِاغْتِسَالِ بِأَقَلَّ مِنَ الْمُدِّ مِنَ الْمَاءِ وَالصَّاعِ وَأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ:

٣٢٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أخبرنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى أَهْلِهِ فَتَوَضَّأَ، وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَّهُ فِيهِ، فَصَغُرَ أَنْ يَبْسُطَ كَفَّهُ فِيهِ فَضَمَّ أَصَابِعَهُ، فَوَضَعَهَا فِي

الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ جَمِيعًا كُلُّهُمْ، قَالَ: قُلْنَا: كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: ثَمَانِينَ رَجُلًا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ، وَفِي اغْتِسَالِ النَّبِيِّ عليه السلام وَعَائِشَةَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَفِي قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فِي زَمَانِ النبي ﷺ يَتَوَضَّئُونَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ: دَلِيلٌ عَلَى إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ وَالِاغْتِسَالِ بِأَقَلَّ مِنَ الصَّاعِ وَالْمُدِّ؛ لِأَنَّ الْأَمْرَ إِذَا كَانَ هَكَذَا فَأَخْذُهُمُ الْمَاءَ يَخْتَلِفُ، وَإِذَا اخْتَلَفَ أَخْذُهُمُ الْمَاءَ دَلَّ عَلَى أَنْ لَا حَدَّ فِيمَا يُطَهِّرُ الْمُتَوَضِّئَ وَالْمُغْتَسِلَ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا الْإِتْيَانُ عَلَى مَا يَجِبُ مِنَ الْغُسْلِ وَالْمَسْحِ، وَقَدْ يَخْتَلِفُ أَخْذُ النَّاسِ لِلْمَاءِ. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمُدَّ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ، وَالصَّاعَ فِي الِاغْتِسَالِ غَيْرُ لَازِمٌ لِلنَّاسِ، وَكَانَ الشَّافِعِيُّ يَقُولُ: وَقَدْ يَرْفُقُ بِالْمَاءِ الْقَلِيلِ فَيَكْفِي، وَيُخْرَقُ بِالْكَثِيرِ فَلَا يَكْفِي، وَصَدق الشَّافِعِيُّ هَذَا النصّ، قال: مَوْجُودٌ مِنْ أَفْعَالِ النَّاسِ.

- رد المحتار:

مَطْلَبٌ فِي تَحْرِيرِ الصَّاعِ وَالْمُدِّ وَالرِّطْلِ:

(قَوْلُهُ: وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ) أَيْ بِالْبَغْدَادِيِّ، وَهِيَ صَاعٌ عِرَاقِيٌّ، وَهُوَ أَرْبَعَةُ أَمْدَادٍ، كُلُّ مُدٍّ رِطْلَانِ، وَبِهِ أَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ. وَالصَّاعُ الْحِجَازِيُّ: خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ، وَبِهِ أَخَذَ الصَّاحِبَانِ وَالْأَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ، فَالْمُدُّ حِينَئِذٍ رِطْلٌ وَثُلُثٌ، وَالرِّطْلُ: مِائَةٌ وَثَلَاثُونَ دِرْهَمًا، وَقِيلَ: مِائَةٌ وَثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ دِرْهَمًا وَأَرْبَعَةُ أَسْبَاعِ دِرْهَمٍ، وَتَمَامُهُ فِي «الْحَلْبَةِ». قُلْت: وَالصَّاعُ الْعِرَاقِيُّ نَحْوُ نِصْفِ مُدٍّ دِمَشْقِيٍّ، فَإِذَا تَوَضَّأَ وَاغْتَسَلَ بِهِ فَقَدْ حَصَّلَ السُّنَّةَ. (قَوْلُهُ: وَقِيلَ: الْمَقْصُودُ إلَخْ) الْأَصْوَبُ حَذْفُ «قِيلَ»؛ لِمَا فِي «الْحَلْبَةِ» أَنَّهُ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ إجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ مَا يُجْزِئُ فِي الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ غَيْرُ مُقَدَّرٍ بِمِقْدَارٍ. وَمَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ مِنْ أَنَّ أَدْنَى مَا يَكْفِي الْغُسْلَ صَاعٌ، وَفِي الْوُضُوءِ مُدٌّ؛ لِلْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ: «كَانَ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ»: لَيْسَ بِتَقْدِيرٍ لَازِمٍ، بَلْ هُوَ بَيَانُ أَدْنَى الْقَدْرِ الْمَسْنُونِ. اهـ قَالَ فِي «الْبَحْرِ»: حَتَّى إنَّ مَنْ أَسْبَغَ بِدُونِ ذَلِكَ أَجْزَأَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكْفِهِ زَادَ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّ طِبَاعَ النَّاسِ وَأَحْوَالَهُمْ مُخْتَلِفَةٌ، كَذَا فِي «الْبَدَائِعِ» اهـ. وَبِهِ جَزَمَ فِي «الْإِمْدَادِ» وَغَيْرِهِ.

- الجوهرة النيرة:

«الْفَرَقُ» بِفَتْحَتَيْنِ: إنَاءٌ يَأْخُذُ سِتَّةَ عَشَر رِطْلًا، كَذَا فِي «الْمُسْتَصْفَى»، وَالْمُحَدِّثُونَ يُسَكِّنُونَ الرَّاءَ.

(بَابُ زَكَاةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ)

- فتح القدير للإمام ابن الهمام:

وَ«الْفَرَقُ» بِتَحْرِيكِ الرَّاءِ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ، وَأَهْلُ الْحَدِيثِ يُسَكِّنُونَهَا، وَهُوَ مِكْيَالٌ مَعْرُوفٌ هُوَ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا. (فصل في العروض)

- رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَتَثْلِيثُ الْغَسْلِ) أَيْ جَعْلُهُ ثَلَاثًا، فَمَجْمُوعُ الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ سُنَّةٌ وَاحِدَةٌ، قَالَ فِي «الْفَتْحِ»: وَهُوَ الْحَقُّ. لَكِنْ صَحَّحَ فِي «السِّرَاجِ» أَنَّهُمَا سُنَّتَانِ مُؤَكَّدَتَانِ. قَالَ فِي «النَّهْرِ»: وَهُوَ الْمُنَاسِبُ لِاسْتِدْلَالِهِمْ عَلَى السُّنِّيَّةِ بِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا أَنْ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ قَالَ: «هَذَا وُضُوءُ مَنْ يُضَاعَفُ لَهُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ»، وَلَمَّا أَنْ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ: «هَذَا وُضُوئِي وَوُضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ تَعَدَّى وَظَلَمَ»، فَجَعَلَ لِلثَّانِيَةِ جَزَاءً مُسْتَقِلًّا، وَهَذَا يُؤْذِنُ بِاسْتِقْلَالِهَا، لَا أَنَّهَا جَزْءُ سُنَّةٍ حَتَّى لَا يُثَابَ عَلَيْهَا وَحْدَهَا. اهـ وَقَيَّدَ بِالْغَسْلِ؛ إِذْ لَا يُطْلَبُ تَثْلِيثُ الْمَسْحِ، كَمَا يَأْتِي. (قَوْلُهُ: الْمُسْتَوْعِبُ) فَلَوْ غَسَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى وَبَقِيَ مَوْضِعٌ يَابِسٌ، ثُمَّ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ أَصَابَ الْمَاءُ بَعْضَهُ، ثُمَّ فِي الثَّالِثَةِ أَصَابَ الْجَمِيعَ: لَا يَكُونُ غَسْلًا لِلْأَعْضَاءِ ثَلَاثًا، «حَلْبَةٌ» عَنْ «فَتَاوَى الْحُجَّةِ». (قَوْلُهُ: وَلَا عِبْرَةَ لِلْغَرَفَاتِ) أَيِ الْغَيْرِ الْمُسْتَوْعِبَةِ. قَالَ فِي «الْبَحْرِ»: وَالسُّنَّةُ تَكْرَارُ الْغَسْلَاتِ الْمُسْتَوْعِبَاتِ لَا الْغَرَفَاتِ. اهـ بَقِيَ: إِذَا لَمْ يَسْتَوْعِبْ إِلَّا فِي الثَّالِثَةِ كَمَا قُلْنَا، هَلْ يُحْسَبُ الْكُلُّ غَسْلَةً وَاحِدَةً فَيُعِيدُ الْغَسْلَ مَرَّتَيْنِ، أَوْ يُعِيدُ غَسْلَ مَا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَطْ؟ وَالْمُتَبَادِرُ مِنْ عِبَارَةِ «الْبَحْرِ» الْأَوَّلُ، وَلْيُحَرَّرْ. (سنن الوضوء)

- رد المحتار:

مَطْلَبٌ فِي تَعْرِيفِ الْكُرِّ:

(قَوْلُهُ: أَوْ بِكُرِّ بُرٍّ) الْكُرُّ كَيْلٌ مَعْرُوفٌ، وَهُوَ سِتُّونَ قَفِيزًا، وَالْقَفِيزُ: ثَمَانِيَةُ مَكَاكِيكَ، وَالْمَكُّوكُ: صَاعٌ وَنِصْفٌ، «مِصْبَاحٌ».

مقالہ: مہر کی کم از کم مقدار اور اس کا موجودہ وزن

نکاح میں مہر کی کم از کم مقدار:

نکاح میں مہر مقرر کرنے کی کم از کم مقدار دس شرعی دراہم ہے، اس سے کم مہر مقرر کرنا جائز نہیں۔ اس لیے مہر میں جو بھی چیز مقرر کی جائے اس کی قیمت دس شرعی دراہم سے کم نہیں ہونی چاہیے۔

شرعی درہم کا موجودہ وزن:

موجودہ دور کے حساب سے ایک شرعی درہم 3.0618 گرام چاندی کے برابر ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ فقہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شرعی درہم 14 قیراط کا ہوتا ہے اور ایک قیراط 0.2187 گرام کا ہوتا ہے، تو 0.2187 کو 14 سے ضرب دینے کی صورت میں 3.0618 گرام آتا ہے جو کہ درہم کا موجودہ وزن ہے۔

اقلِّ مہر دس دراہم کا موجودہ وزن گرام میں:

ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایک شرعی درہم 3.0618 گرام چاندی کے برابر ہوتا ہے تو اس کو 10 سے ضرب دینے کی صورت میں 30.618 گرام چاندی جواب آتا ہے جو کہ مہر کی کم از کم مقدار ہے۔

اقلِّ مہر دس دراہم کا موجودہ وزن تولہ میں:

تولہ کے اعتبار سے دس دراہم 2.625 تولہ چاندی بنتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تولہ 11.664 گرام کے برابر ہوتا ہے، اور دس دراہم 30.618 گرام کے برابر ہوتے ہیں، تو 30.618 گرام کو تولہ میں لانے کے لیے اس کو 11.664 سے تقسیم کریں گے تو جواب میں 2.625 تولہ آئے گا جو کہ مہر کی کم از کم مقدار ہے۔

اقلِّ مہر دس دراہم کا موجودہ وزن ماشہ میں:

ماشہ کے اعتبار سے دس دراہم 31.5 ماشہ چاندی کے برابر ہوتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک ماشہ 0.972 گرام کا ہوتا ہے یعنی یہ گرام سے 28 ملی گرام چھوٹا ہوتا ہے، اور ماقبل میں یہ بات معلوم ہو چکی کہ دس دراہم 30.618 گرام کے برابر ہوتے ہیں، تو 30.618 گرام کو ماشہ میں لانے کے لیے اس کو 0.972 سے تقسیم کریں گے تو

جواب میں 31.5 ماشہ آئے گا جو کہ مہر کی کم از کم مقدار ہے۔

خلاصہ:

ماقبل کی تفصیل کا حاصل یہ نکلا کہ مہر کی کم از کم مقدار دس شرعی دراہم ہیں جو کہ گرام کے حساب سے 30.618 گرام چاندی کے برابر بنتے ہیں جبکہ تولہ کے حساب سے 2.625 تولہ چاندی کے برابر ہوتے ہیں، اس لیے مہر میں جو بھی چیز مقرر کی جائے اس کی قیمت دس شرعی دراہم سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ چاندی کی قیمت چوں کہ تبدیل ہوتی رہتی ہے اس لیے جس دن نکاح ہو رہا ہو اس دن چاندی کی قیمت معلوم کر کے دس شرعی دراہم کی قیمت کا حساب لگا لیا جائے۔

- قیراط: 0.2187 گرام۔ (اوزانِ شرعیہ از مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)
- شرعی درہم: 14 قیراط (البحر الرائق) = 3.0618 گرام چاندی۔ (اوزانِ شرعیہ)
- مہر کی کم از کم مقدار: 10 درہم = 30.618 گرام چاندی = 2.625 تولہ چاندی = 31.5 ماشہ چاندی۔

مہر کی کم از کم مقدار کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کا طریقہ:

مہر کی کم از کم مقدار دس دراہم ہے، اس کی موجودہ قیمت معلوم کرنے کے لیے چاندی کی قیمت معلوم کر لی جائے، اگر چاندی کے ایک تولہ کی قیمت معلوم ہے تو اس کو 2.625 سے ضرب دیا جائے جو کہ تولہ کے حساب سے دس دراہم کا وزن ہے، جو جواب آئے تو وہی مہر کی کم از کم مقدار کی قیمت ہے، جیسے اگر ایک تولہ چاندی کی قیمت 1054 روپے ہے تو اس کو 2.625 سے ضرب دینے سے 2766.75 روپے حاصل ہوں گے، یہی دس دراہم کی قیمت ہے۔

اور اگر دس گرام چاندی کی قیمت معلوم ہے تو ایسی صورت میں پہلے اس کو دس سے تقسیم کریں تو ایک گرام کی قیمت معلوم ہو جائے گی، پھر اس کو 30.618 سے ضرب دے دیں کیوں کہ یہی دس دراہم کا وزن ہے گرام کے حساب سے، تو دس دراہم کی قیمت سامنے آجائے گی، جیسے اگر دس گرام چاندی کی قیمت 900 روپے ہے تو اس کو دس سے تقسیم کریں گے تو 90 روپے ایک گرام کی قیمت حاصل ہو گی، اب اس کو 30.618 سے ضرب دیں کیوں کہ گرام میں دس دراہم کا یہی وزن بنتا ہے، تو یہ 2755.62 روپے آئیں گے جو کہ دس دراہم اقلّ مہر کی قیمت ہے۔

شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ:

1۔ شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک گرام چاندی کی قیمت معلوم کرلی جائے، پھر اس کو 3.0618 سے ضرب دیا جائے کیوں کہ ایک شرعی درہم اتنے ہی گرام کا ہوتا ہے، جو جواب آئے تو وہی درہم کی قیمت ہوگی۔

2۔ شرعی درہم کی قیمت معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کو ایک تولہ چاندی کی قیمت معلوم ہے تو اس سے ایک درہم کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو 11.664 سے تقسیم کرکے ایک گرام کی قیمت حاصل کرلی جائے کیوں کہ ایک تولہ 11.664 گرام ہی کا ہوتا ہے، ایک گرام کی قیمت حاصل ہو جانے کے بعد اسے 3.0618 گرام میں ضرب دیا جائے کیوں کہ ایک شرعی درہم اتنے ہی گرام کا ہوتا ہے، تو جو جواب آئے وہی ایک درہم کی قیمت ہے۔

تنبیہ:

مہر کی کم از کم مقدار سے متعلق احناف کا یہ مذہب معتبر روایات سے ثابت ہے، ان سے متعلق احادیث مبارک، ان کی اسنادی حیثیت اور فقہی عبارات ماقبل میں ذکر کی گئی ہیں، اس لیے یہاں مکرر درج کرنے سے اجتناب کیا جارہا ہے۔

شرعی پیمائشیں

سینٹی میٹر: 10 ملی میٹر۔

میٹر: 100 سینٹی میٹر = 3.2808 فٹ۔

فٹ: 12 انچ۔

کلو میٹر: 1000 میٹر۔

انگریزی گز: 3 فٹ = 36 انچ۔

ذِراع/شرعی گز (ذراعِ کرباس): 1.5 یعنی ڈیڑھ فٹ = 18 انچ = نصف انگریزی گز = 45.72 سینٹی میٹر۔

فائدہ:

ذراع یعنی شرعی گز دو طرح کا ہوتا ہے،: ذراعِ کرباس (یعنی کپڑے ناپنے کا گز) اور ذراع مساحت (یعنی زمین وغیرہ ناپنے کا گز)، اوپر جس ذراع کا ذکر ہوا اس کو ذراعِ کرباس کہتے ہیں، اور فقہ کی کتب میں جہاں بھی ذراع آئے تو اس سے یہی ذراع مراد ہوتا ہے، جبکہ ذراعِ مساحت 3 فٹ یعنی 36 اِنچ کا ہوتا ہے۔

شرعی میل: 4000 ذراع یعنی شرعی گز = 2000 گز انگریزی = 1.8288 کلو میٹر۔

انگریزی میل: 1760 گز انگریزی یعنی 1.609344 کلو میٹر۔

فائدہ: شرعی میل 240 انگریزی گز بڑا ہوتا ہے انگریزی میل سے۔

فرسخ: 3 میل شرعی = 3 میل انگریزی مع 720 گز انگریزی = 5.4864 کلو میٹر۔

بَرِید: 4 فرسخ یعنی 12 میل شرعی = 21.9456 کلو میٹر۔

شرعی مسافتِ سفر: 48 انگریزی میل = 77.248512 (سوا ستتر) کلو میٹر۔ یہی قول راجح ہے۔

شرعی درہم کی پیمائش:

1۔ شرعی درہم کی محتاط پیمائش ایک ایسا دائرہ ہے جس کا قُطر 2.75 سینٹی میٹر ہو، اس کی گولائی تقریباً 8.64 سینٹی میٹر ہو اور اس کا کل رقبہ 5.94 سینٹی میٹر ہو۔

2۔ شرعی درہم کی پیمائش عام فہم انداز میں یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ ہتھیلی میں پانی لے کر ہتھیلی کو پھیلایا جائے تو اطراف کا پانی گر جانے کے بعد ہتھیلی کے گہراؤ کے جتنے حصے میں پانی باقی رہ جائے اتنی مقدار درہم کی پیمائش ہے۔

(احسن الفتاویٰ، ردالمحتار ودیگر کتب)

مقالہ: ٹینکی، حوض اور تالاب کی پاکی ناپاکی کا حکم

پانی دو طرح کا ہوتا ہے: ٹھہرا پانی اور جاری پانی۔ پھر ٹھہرے پانی کی دو قسمیں ہیں:

- قلیل یعنی کم پانی۔
- کثیر یعنی زیادہ پانی۔

"قلیل پانی" میں کوئی نجاست شامل ہو جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، چاہے اس میں نجاست کا کوئی اثر یعنی رنگ، بو یاذائقہ ظاہر ہو یانہ ہو، جبکہ "کثیر پانی" میں اگر کوئی نجاست شامل ہو جائے تو محض نجاست کے گر جانے سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ ناپاک اس وقت ہو گا جب اس میں اس نجاست کا کوئی اثر یعنی رنگ، بو یاذائقہ ظاہر ہو جائے۔
(ردالمحتار مع الدر المختار، درر الحکام، احسن الفتاویٰ، فتاویٰ عثمانی)

قلیل اور کثیر پانی کی وضاحت:

قلیل اور کثیر پانی سے متعلق پاکی ناپاکی کا حکم ذکر کرنے کے بعد یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کون سا پانی قلیل کہلاتا ہے اور کون سا کثیر، تو واضح رہے کہ ہر وہ ٹھہرا پانی [تالاب، حوض، ٹینکی وغیرہ] جس کا رقبہ 100 مربع ذِراع یعنی 225 اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو اس کو "کثیر پانی" کہا جاتا ہے، اور جو اس سے کم ہو تو اُس کو "قلیل پانی" کہا جاتا ہے۔

وضاحت 1: واضح رہے کہ تالاب، حوض اور ٹینکی وغیرہ چاہے گول ہوں، چوکور ہوں، مستطیل ہوں، تکون ہوں یا جیسے بھی ہوں؛ سب کا یہی حکم ہے کہ وہ کثیر پانی تب کہلائے گا جب اس کا اندرونی رقبہ 225 اسکوائر فٹ ہو۔

وضاحت 2: قلیل اور کثیر پانی کی مذکورہ بالا پیمائش میں گہرائی کا اعتبار نہیں، بس اتنی معمولی گہرائی بھی کافی ہے کہ اگر اس سے دونوں ہاتھوں کے ذریعے چلّو بھر کر پانی لیا جائے تو نیچے کی زمین ظاہر نہ ہو، بلکہ اصل اعتبار لمبائی اور چوڑائی کے پھیلاؤ سے حاصل ہونے والے اندرونی رقبے کا ہے کہ اگر وہ 225 اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو تو یہ "کثیر پانی" ہے، لیکن اگر اس سے کم ہو تو وہ "قلیل پانی" کہلائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ٹینکی یا حوض وغیرہ گہرا تو ہو لیکن اس کا رقبہ 225 اسکوائر فٹ سے کم ہو تو وہ قلیل پانی ہی کہلائے گا۔

مفید مشورہ:

ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس پانی یعنی تالاب، حوض، ٹینکی وغیرہ کا رقبہ 100 مربع ذِراع یعنی 225

اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو اس کو ''کثیر پانی'' کہا جاتا ہے، اور کثیر پانی میں یہ سہولت ہے کہ جب تک اس میں نجاست کا کوئی اثر یعنی رنگ، بو یا ذائقہ ظاہر نہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹینکی، حوض یا تالاب وغیرہ بناتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اس کا رقبہ 100 مربع ذِراع یعنی 225 اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو، تاکہ نجاست شامل ہونے کی صورت میں جب اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو وہ ناپاک ہو جانے سے محفوظ ہو سکے اور پانی کی موجودہ بحرانی صورتحال میں مفید ثابت ہو سکے۔

دَہ دَر دَہ/ عشرہ فی عشرہ کی حقیقت اور مفہوم:

کتبِ فقہ میں ''دہ در دہ'' کی اِصطلاح ٹھہرے ہوئے کثیر پانی کے لیے استعمال ہوتی ہے جس کو ''حوضِ کبیر'' یا ''ماءِ راکد کثیر'' بھی کہا جاتا ہے، اس اصطلاح کے ظاہری معنی تو یہی ہیں کہ وہ تالاب، ٹینکی یا ٹھہرا ہوا پانی جس کی لمبائی بھی 10 ذِراع ہو اور چوڑائی بھی 10 ذِراع ہو، ان دونوں کو باہم ضرب دینے سے اس کا اندرونی رقبہ 100 مربع یعنی اسکوائر ذراع آئے۔ ذراع شرعی گز کو کہا جاتا ہے جو کہ ڈیڑھ فٹ یعنی 18 اِنچ کا ہوتا ہے، اس لیے فٹ کے حساب سے اگر دیکھا جائے تو 10 ذراع کی موجودہ پیمائش 15 فٹ بنتی ہے، گویا کہ جدید دور کے مطابق ''دہ در دہ'' کا مطلب ہے: ہر وہ تالاب، ٹینکی یا ٹھہرا ہوا پانی جس کی لمبائی بھی 15 فٹ ہو اور چوڑائی بھی 15 فٹ ہو، ان دونوں کو باہمی ضرب دینے سے اس کا اندرونی رقبہ 225 مربع یعنی اسکوائر فٹ آئے گا۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف اُس حوض وغیرہ کے ساتھ خاص ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی 15، 15 فٹ ہو، بلکہ اس سے مراد ہر وہ ٹھہرا ہوا پانی [تالاب، حوض، ٹینکی وغیرہ] ہے جس کا رقبہ سو مربع ذراع یعنی 225 اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو، اس کو ''کثیر پانی'' کہا جاتا ہے، اور جو اس سے کم ہو تو اُس کو ''قلیل پانی'' کہا جاتا ہے، چاہے وہ ٹینکی اور تالاب وغیرہ گول ہوں، چوکور ہوں، مستطیل ہوں، تکون ہوں یا جیسے بھی ہوں؛ سب کا یہی حکم ہے۔

مختلف نوعیتوں کے تالاب، ٹینکی اور حوض کو ناپنے کے طریقے

ماقبل میں مذکور مسئلے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس ٹھہرے ہوئے پانی، حوض، تالاب یا ٹینکی کا رقبہ معلوم ہو، لیکن بہت سے حضرات کو رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہوتا، اس لیے ان کے لیے

مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، ذیل میں مختلف نوعیت کے حوض، ٹینکی اور تالاب کا رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ لکھا جاتا ہے تاکہ سہولت رہے۔

مربع حوض، ٹینکی وغیرہ کا رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ:

مربع اور چکور حوض، ٹینکی وغیرہ کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ نہایت ہی آسان ہے کہ اس کی لمبائی یعنی طول کو چوڑائی یعنی عرض سے ضرب دے دیا جائے، جو جواب آئے تو وہی اس کا اندرونی رقبہ ہے۔ جس کی ایک مثال ماقبل میں ذکر ہو چکی ہے۔

گول حوض، ٹینکی وغیرہ کا رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ:

گول حوض، ٹینکی وغیرہ کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے نصف قُطر کو اس کی نصف گولائی سے ضرب دے دیا جائے، جو جواب آئے تو وہی اس کا اندرونی رقبہ ہے۔ گول چیز کے درمیان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک کے فاصلے کو قُطر کہا جاتا ہے۔

علامہ شامی صاحب رحمہ اللہ کی ذکر کردہ گول حوض کی ایک پیمائش:

علامہ شامی صاحب رحمہ اللہ نے گول حوض کی پیمائش ذکر فرمائی ہے جس کے مطابق جس گول حوض کی گولائی 36 ذراع یعنی 54 فٹ ہو اور اس کا قُطر 11.2 ذراع یعنی 16.8 فٹ ہو تو اس کا رقبہ تقریباً 100 مربع ذراع یعنی 225 اسکوائر فٹ آسکتا ہے، وہ اس طرح کہ مذکورہ بالا اصول کے مطابق اس حوض کی گولائی کا آدھا لیا جائے جو کہ 18 ذراع یعنی 27 فٹ بنتا ہے، اور اس گول حوض کے قُطر کا آدھا لیا جائے جو کہ 5.6 ذراع یعنی 8.4 فٹ بنتا ہے، پھر گولائی کے آدھے کو قُطر کے آدھے سے ضرب دیا جائے تو اس کا اندرونی رقبہ 100.8 ذراع یعنی 226.8 فٹ آئے گا۔ اس کی پیمائش معمولی سی زیادہ آرہی ہے جس سے خاص فرق نہیں پڑتا۔

تکون حوض، ٹینکی وغیرہ کا رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ:

تکون حوض، ٹینکی وغیرہ کی متعدد صورتیں ہیں اور ہر صورت کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ عموماً مختلف ہے جیسا کہ ریاضی سے واقف حضرات جانتے ہیں، اس لیے تکون کی ایک صورت ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، جس تکون کے

تینوں اطراف برابر ہوں اس کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی ایک جانب کی پیمائش کر کے اس کو اپنے ہی سے ضرب دیا جائے، جو جواب آئے اُس کا ایک تو دسواں حصہ نکالیں اور ایک تیسرا حصہ، پھر اس دسویں اور تیسرے حصے کو جمع کر دیا جائے، جو جواب آئے تو وہی اس کا اندرونی رقبہ ہے۔

علامہ شامی صاحب رحمہ اللہ کی ذکر کردہ تکون حوض کی ایک پیمائش:

علامہ شامی صاحب رحمہ اللہ نے مذکورہ تکون حوض کی پیمائش ذکر فرمائی ہے جس کے مطابق مذکورہ تکون حوض کا رقبہ 225 اسکوائر فٹ یا 100 مربع ذراع اس صورت میں آسکتا ہے جب اس کا ہر جانب 15.2 ذراع ہو، اس کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی ایک جانب کی پیمائش کرلی جائے جو کہ 15.2 ذراع آئے گی، پھر اس کو اپنے ہی سے ضرب دیا جائے کہ 15.2 ذراع کو 15.2 ذراع سے ضرب دیا جائے، تو جواب 231.04 ذراع آئے گا، پھر انھی کا دسواں اور تیسرا حصہ معلوم کرنے کے لیے ان کو 10 اور 3 سے الگ الگ تقسیم کریں گے تو ان کا دسواں حصہ 23.104 ذراع آئے گا جبکہ تیسرا حصہ 77.013 ذراع آئے گا، پھر اس دسویں حصے کو تیسرے حصے میں جمع کیا جائے تو جواب 100.117 ذراع آئے گا جو کہ اندرونی رقبہ ہے۔اس کی پیمائش معمولی سی زیادہ آرہی ہے جس سے خاص فرق نہیں پڑتا۔

فٹ کے حساب سے مذکورہ تکون حوض کا رقبہ 225 اسکوائر فٹ اس صورت میں آسکتا ہے جب اس کا ہر جانب 22.8 فٹ ہو، اس کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی ایک جانب کی پیمائش کرلی جائے جو کہ 22.8 فٹ آئے گی، پھر اس کو اپنے ہی سے ضرب دیا جائے کہ 22.8 فٹ کو 22.8 فٹ سے ضرب دیا جائے، تو جواب 519.84 فٹ آئے گا، پھر انھی کا دسواں اور تیسرا حصہ معلوم کرنے کے لیے ان کو 10 اور 3 سے الگ الگ تقسیم کریں گے تو ان کا دسواں حصہ 51.984 فٹ آئے گا جبکہ تیسرا حصہ 173.28 فٹ آئے گا، پھر اس دسویں حصے کو تیسرے حصے میں جمع کیا جائے تو جواب 225.264 فٹ آئے گا جو کہ اندرونی رقبہ ہے۔اس کی پیمائش بھی معمولی سی زیادہ آرہی ہے جس سے فرق نہیں پڑتا۔

فائدہ:

حوض، تالاب اور ٹینکی سمیت ہر ٹھہرے ہوئے پانی کا اندرونی رقبہ معلوم کرنے کے لیے پیمائش کے جو طریقے بیان ہوئے یہ کوئی لازم اور مخصوص نہیں ہیں بلکہ اگر ان کے علاوہ دیگر جدید حسابی فارمولوں کی مدد سے اندرونی رقبہ معلوم ہو سکتا ہے تو اسی کو اختیار کر لیا جائے جس میں سہولت ہو۔

وضاحت:

ماقبل کی تفصیل میں کثیر پانی سے متعلق دہ در دہ کا قول اختیار کیا گیا ہے جس پر متعدد فقہاء متأخرین اور حضرات اکابر کا فتویٰ ہے اور اس میں عوام کے لیے بڑی سہولت بھی ہے، دیکھیے: ہدایہ، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، کفایت المفتی، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ عثمانی۔ مزید تفصیل کے لیے کتبِ فقہ ملاحظہ فرمائیں۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

لَا يَخْفَى أَنَّ الْمُتَأَخِّرِينَ الَّذِينَ أَفْتَوْا بِالْعَشْرِ كَصَاحِبِ «الْهِدَايَةِ» وَقَاضِي خَانْ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ التَّرْجِيحِ، هُمْ أَعْلَمُ بِالْمَذْهَبِ مِنَّا فَعَلَيْنَا اتِّبَاعُهُمْ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا قَدَّمَهُ الشَّارِحُ فِي رَسْمِ الْمُفْتِي: وَأَمَّا نَحْنُ فَعَلَيْنَا اتِّبَاعُ مَا رَجَّحُوهُ وَمَا صَحَّحُوهُ كَمَا لَوْ أَفْتَونَا فِي حَيَاتِهِمْ.

تنبیہ: مذکورہ بالا تفصیلات کنویں سے متعلق نہیں بلکہ اس کے احکام الگ ہیں۔

تفصیلی عبارات

- الدر المختار:

(وَكَذَا) يَجُوزُ (بِرَاكِدٍ) كَثِيرٍ (كَذَلِكَ) أَيْ وَقَعَ فِيهِ نَجِسٌ لَمْ يُرَ أَثَرُهُ وَلَوْ فِي مَوْضِعِ وُقُوعِ الْمَرْئِيَّةِ، بِهِ يُفْتَى، «بَحْرٌ». (وَالْمُعْتَبَرُ) فِي مِقْدَارِ الرَّاكِدِ (أَكْبَرُ رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ فِيهِ، فَإِنْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ عَدَمُ خُلُوصٍ) أَيْ وُصُولِ (النَّجَاسَةِ إلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ جَازَ وَإِلَّا لَا) هَذَا ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَنِ الْإِمَامِ، وَإِلَيْهِ رَجَعَ مُحَمَّدٌ، وَهُوَ الْأَصَحُّ كَمَا فِي «الْغَايَةِ» وَغَيْرِهَا، وَحَقَّقَ فِي «الْبَحْرِ» أَنَّهُ الْمَذْهَبُ، وَبِهِ يُعْمَلُ، وَأَنَّ التَّقْدِيرَ بِعَشْرٍ فِي عَشْرٍ لَا يَرْجِعُ إلَى أَصْلٍ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ، وَرُدَّ مَا أَجَابَ بِهِ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، لَكِنْ فِي «النَّهْرِ»: وَأَنْتَ خَبِيرٌ بِأَنَّ اعْتِبَارَ الْعَشْرِ أَضْبَطُ وَلَا سِيَّمَا فِي حَقِّ مَنْ لَا رَأْيَ لَهُ مِنَ الْعَوَامّ، فَلِذَا أَفْتَى بِهِ الْمُتَأَخِّرُونَ الْأَعْلَامُ: أَيْ فِي الْمُرَبَّعِ بِأَرْبَعِينَ، وَفِي الْمُدَوَّرِ بِسِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ، وَفِي الْمُثَلَّثِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ خَمْسَةَ عَشَرَ وَرُبُعًا وَخُمُسًا بِذِرَاعِ الْكِرْبَاسِ، وَلَوْ لَهُ طُولٌ لَا عَرْضٌ لَكِنَّهُ يَبْلُغُ عَشْرًا فِي عَشْرٍ جَازَ؛ تَيْسِيرًا....

- رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَكَذَا يَجُوزُ) أَيْ رَفْعُ الْحَدَثِ. (قَوْلُهُ: بِرَاكِدٍ) الرُّكُودُ: السُّكُونُ وَالثَّبَاتُ، «قَامُوسٌ». (قَوْلُهُ: أَيْ وَقَعَ نَجِسٌ إلَخْ) شَمِلَ مَا لَوْ كَانَ النَّجِسُ غَالِبًا، وَلِذَا قَالَ فِي «الْخُلَاصَةِ»: الْمَاءُ النَّجِسُ إذَا دَخَلَ الْحَوْضَ الْكَبِيرَ لَا يَنْجُسُ الْحَوْضُ وَإِنْ كَانَ النَّجِسُ غَالِبًا عَلَى مَاءِ الْحَوْضِ؛ لِأَنَّهُ كُلَّمَا اتَّصَلَ الْمَاءُ

بِالْحَوْضِ صَارَ مَاءُ الْحَوْضِ غَالِبًا عَلَيْهِ. اهـ (قَوْلُهُ: لَمْ يُرَ أَثَرُهُ) أَيْ مِنْ طَعْمٍ أَوْ لَوْنٍ أَوْ رِيحٍ، وَهَذَا الْقَيْدُ لَا بُدَّ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يُذْكَرْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمَسَائِلِ الْآتِيَةِ، فَلَا تَغْفُلُ عَنْهُ، وَقَدَّمْنَا أَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْأَثَرِ أَثَرُ النَّجَاسَةِ نَفْسِهَا دُونَ مَا خَالَطَهَا كَخَلٍّ وَنَحْوِهِ. (قَوْلُهُ: بِهِ يُفْتَى) أَيْ بِعَدَمِ الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَرْئِيَّةِ وَغَيْرِهَا، وَعَزَاهُ فِي «الْبَحْرِ» إلَى «شَرْحِ الْمُنْيَةِ» عَنِ «النِّصَابِ»، وَأَرَادَ بِـ«شَرْحِ الْمُنْيَةِ» «الْحَلْبَةَ» لِابْنِ أَمِيرِ الْحَاجِّ، وَقَدْ ذَكَرَ عِبَارَةَ «النِّصَابِ» فِي مَسْأَلَةِ الْمَاءِ الْجَارِي لَا هُنَا، عَلَى أَنَّهُ يُشْكِلُ عَلَيْهِ مَا فِي «شَرْحِ الْمُنْيَةِ» لِلْحَلَبِيِّ عَنِ «الْخُلَاصَةِ» أَنَّهُ فِي الْمَرْئِيَّةِ يَنْجُسُ مَوْضِعُ الْوُقُوعِ بِالْإِجْمَاعِ، وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا فَقِيلَ: كَذَلِكَ، وَقِيلَ: لَا. اهـ وَمِثْلُهُ فِي «الْحَلْبَةِ»، وَكَذَا «الْبَدَائِعُ»، لَكِنْ عَبَّرَ بِظَاهِرِ الرِّوَايَةِ بَدَلَ الْإِجْمَاعِ، قَالَ: وَمَعْنَاهُ أَنْ يَتْرُكَ مِنْ مَوْضِعِ النَّجَاسَةِ قَدْرَ الْحَوْضِ الصَّغِيرِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ اهـ: وَقَدَّرَهُ فِي «الْكِفَايَةِ» بِأَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ فِي مِثْلِهَا. وَقِيلَ: يَتَحَرَّى، فَإِنْ وَقَعَ تَحَرِّيهِ أَنَّ النَّجَاسَةَ لَمْ تَخْلُصْ إلَى هَذَا الْمَوْضِعِ تَوَضَّأَ مِنْهُ. قَالَ فِي «الْحَلْبَةِ»: قُلْت هُوَ الْأَصَحُّ اهـ، وَكَذَا جَزَمَ فِي «الْخَانِيَّةِ» بِتَنَجُّسِ مَوْضِعِ الْمَرْئِيَّةِ بِلَا نَقْلِ خِلَافٍ، ثُمَّ نَقَلَ الْقَوْلَيْنِ فِي غَيْرِ الْمَرْئِيَّةِ، وَصَحَّحَ فِي «الْمَبْسُوطِ» أَوَّلَهُمَا، وَصَحَّحَ فِي «الْبَدَائِعِ» وَغَيْرِهَا ثَانِيَهُمَا، نَعَمْ قَالَ فِي «الْخَزَائِنِ»: وَالْفَتْوَى عَلَى عَدَمِ التَّنَجُّسِ مُطْلَقًا إلَّا بِالتَّغَيُّرِ بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمَرْئِيَّةِ وَغَيْرِهَا؛ لِعُمُومِ الْبَلْوَى، حَتَّى قَالُوا: يَجُوزُ الْوُضُوءُ مِنْ مَوْضِعِ الِاسْتِنْجَاءِ قَبْلَ التَّحَرُّكِ كَمَا فِي الْمِعْرَاجِ عَنِ «الْمُجْتَبَى». اهـ وَقَالَ فِي «الْفَتْحِ»: وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ كَالْجَارِي لَا يَتَنَجَّسُ إلَّا بِالتَّغَيُّرِ، وَهُوَ الَّذِي يَنْبَغِي تَصْحِيحُهُ، فَيَنْبَغِي عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَرْئِيَّةِ وَغَيْرِهَا؛ لِأَنَّ الدَّلِيلَ إنَّمَا يَقْتَضِي عِنْدَ الْكَثْرَةِ عَدَمَ التَّنَجُّسِ إلَّا بِالتَّغَيُّرِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ. اهـ. فَقَدْ ظَهَرَ أَنَّ مَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ مَبْنِيٌّ عَلَى ظَاهِرِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ حَيْثُ جَعَلَهُ كَالْجَارِي، وَقَدَّمْنَا عَنْهُ أَنَّهُ اعْتُبِرَ فِي الْجَارِي ظُهُورُ الْأَثَرِ مُطْلَقًا، وَأَنَّهُ ظَاهِرُ الْمُتُونِ، وَكَذَا قَالَ فِي «الْكَنْزِ» هُنَا، وَهُوَ كَالْجَارِي، وَمِثْلُهُ فِي «الْمُلْتَقَى»، وَظَاهِرُهُ اخْتِيَارُ هَذِهِ الرِّوَايَةِ، فَلِذَا اخْتَارَهَا فِي «الْفَتْحِ» وَاسْتَحْسَنَهَا فِي «الْحَلْبَةِ»؛ لِمُوَافَقَتِهَا لِمَا مَرَّ عَنْهُ فِي الْجَارِي. قَالَ: وَيَشْهَدُ لَهُ مَا فِي «سُنَنِ ابْنِ مَاجَهْ» عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْتَهَيْت إلَى غَدِيرٍ فَإِذَا فِيهِ حِمَارٌ مَيِّتٌ فَكَفَفْنَا عَنْهُ حَتَّى انْتَهَى إلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ»، فَاسْتَقَيْنَا وَأَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا. اهـ وَهَذَا وَارِدٌ عَلَى نَقْلِ الْإِجْمَاعِ السَّابِقِ، وَاللهُ أَعْلَمُ. (قَوْلُهُ: فِي مِقْدَارِ الرَّاكِدِ) يُغْنِي عَنْهُ قَوْلُ الْمُصَنِّفِ فِيهِ الْمُتَعَلِّقُ بِالْمُعْتَبَرِ، فَالْأَوْلَى ذِكْرُهُ بَعْدَهُ تَفْسِيرًا

لِمَرْجِعِ الضَّمِيرِ. (قَوْلُهُ: أَكْبَرُ رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ) أَيْ غَلَبَةُ ظَنِّهِ؛ لِأَنَّهَا فِي حُكْمِ الْيَقِينِ، وَالْأَوْلَى حَذْفُ أَكْبَرُ؛ لِيَظْهَرَ التَّفْصِيلُ بَعْدَهُ، ط. (قَوْلُهُ: وَإِلَّا لَا) صَادِقٌ بِمَا إذَا غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ الْخُلُوصُ أَو اشْتَبَهَ عَلَيْهِ الْأَمْرَانِ، لَكِنَّ الثَّانِيَ غَيْرُ مُرَادٍ؛ لِمَا فِي «التَّتَارْخَانِيَّةِ»: وَإِذَا اشْتَبَهَ الْخُلُوصُ فَهُوَ كَمَا إذَا لَمْ يَخْلُصْ اهـ، فَافْهَمْ. (قَوْلُهُ: وَإِلَيْهِ رَجَعَ مُحَمَّدٌ) أَيْ بَعْدَمَا قَالَ بِتَقْدِيرِهِ بِعَشْرٍ فِي عَشْرٍ، ثُمَّ قَالَ: لَا أُوَقِّتُ شَيْئًا كَمَا نَقَلَهُ الْأَئِمَّةُ الثِّقَاتُ عَنْهُ، «بَحْرٌ». (قَوْلُهُ: وَهُوَ الْأَصَحُّ) زَادَ فِي «الْفَتْحِ»: وَهُوَ الْأَلْيَقُ بِأَصْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، أَعْنِي عَدَمَ التَّحَكُّمِ بِتَقْدِيرٍ فِيمَا لَمْ يَرِدْ فِيهِ تَقْدِيرٌ شَرْعِيٌّ، وَالتَّفْوِيضُ فِيهِ إلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى؛ بِنَاءً عَلَى عَدَمِ صِحَّةِ ثُبُوتِ تَقْدِيرِهِ شَرْعًا. اهـ .... (قَوْلُهُ: وَحَقَّقَ فِي «الْبَحْرِ» أَنَّهُ الْمَذْهَبُ) أَيِ الْمَرْوِيُّ عَنْ أَئِمَّتِنَا الثَّلَاثَةِ وَأَكْثَرَ مِنَ النُّقُولِ الصَّرِيحَةِ فِي ذَلِكَ، أَيْ فِي أَنَّ ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ عَنْ أَئِمَّتِنَا الثَّلَاثَةِ تَفْوِيضُ الْخُلُوصِ إلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ بِلَا تَقْدِيرٍ بِشَيْءٍ، ثُمَّ قَالَ: وَعَلَى تَقْدِيرِ عَدَمِ رُجُوعِ مُحَمَّدٍ عَنْ تَقْدِيرِهِ بِعَشْرٍ فِي عَشْرٍ لَا يَسْتَلْزِمُ تَقْدِيرُهُ إلَّا فِي نَظَرِهِ، وَهُوَ لَا يَلْزَمُ غَيْرَهُ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا وَجَبَ كَوْنُهُ مَا اسْتَكْثَرَهُ الْمُبْتَلَى فَاسْتِكْثَارُ وَاحِدٍ لَا يَلْزَمُ غَيْرَهُ، بَلْ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ مَا يَقَعُ فِي قَلْبِ كُلٍّ، وَلَيْسَ هَذَا مِنَ الصُّوَرِ الَّتِي يَجِبُ فِيهَا عَلَى الْعَامِّيِّ تَقْلِيدُ الْمُجْتَهِدِ، ذَكَرَهُ الْكَمَالُ ..... (قَوْلُهُ: لَكِنْ فِي «النَّهْرِ» إلَخْ) قَدْ تَعَرَّضَ لِهَذَا فِي «الْبَحْرِ» أَيْضًا، ثُمَّ رَدَّهُ بِأَنَّهُ إنَّمَا يُعْمَلُ بِمَا صَحَّ مِنَ الْمَذْهَبِ لَا بِفَتْوَى الْمَشَايِخِ، وَالْوَجْهُ مَعَ صَاحِبِ «الْبَحْرِ». وَإِذَا اطَّلَعْت عَلَى كَلَامِهِمَا جَزَمْت بِذَلِكَ، أَفَادَهُ ط. أَقُولُ: وَهُوَ الَّذِي حُطَّ عَلَيْهِ كَلَامُ الْمُحَقِّقِ ابْنِ الْهُمَامِ وَتِلْمِيذِهِ الْعَلَّامَةِ ابْنِ أَمِيرِ الْحَاجِّ، لَكِنْ ذَكَرَ بَعْضُ الْمُحَشِّينَ عَنْ شَيْخِ الْإِسْلَامِ الْعَلَّامَةِ سَعْدِ الدِّينِ الدِّيرِيِّ فِي رِسَالَتِهِ «الْقَوْلُ الرَّاقِي فِي حُكْمِ مَاءِ الْفَسَاقِي» أَنَّهُ حَقَّقَ فِيهَا مَا اخْتَارَهُ أَصْحَابُ الْمُتُونِ مِنْ اعْتِبَارِ الْعَشْرِ وَرَدَّ فِيهَا عَلَى مَنْ قَالَ بِخِلَافِهِ رَدًّا بَلِيغًا، وَأَوْرَدَ نَحْوَ مِائَةِ نَقْلٍ نَاطِقَةٍ بِالصَّوَابِ إلَى أَنْ قَالَ:

وَإِذَا كُنْت فِي الْمَدَارِكِ غُـرًّا ... ثُمَّ أَبْصَرْت حَاذِقًا لَا تُمَارِي
وَإِذَا لَمْ تَرَ الْهِـــلَالَ فَسَلِّمْ ... لِأُنَـاسٍ رَأَوْهُ بِالْأَبْصَـــارِ

لَا يَخْفَى أَنَّ الْمُتَأَخِّرِينَ الَّذِينَ أَفْتَوْا بِالْعَشْرِ كَصَاحِبِ «الْهِدَايَةِ» وَقَاضِي خَانْ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ التَّرْجِيحِ هُمْ أَعْلَمُ بِالْمَذْهَبِ مِنَّا فَعَلَيْنَا اتِّبَاعُهُمْ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا قَدَّمَهُ الشَّارِحُ فِي رَسْمِ الْمُفْتِي: وَأَمَّا نَحْنُ فَعَلَيْنَا اتِّبَاعُ مَا رَجَّحُوهُ وَمَا صَحَّحُوهُ، كَمَا لَوْ أَفْتَونَا فِي حَيَاتِهِمْ. (قَوْلُهُ: أَيْ فِي الْمُرَبَّعِ إلَخْ) أَشَارَ إلَى أَنَّ

الْمُرَادَ مِن اعْتِبَارِ الْعَشْرِ فِي الْعَشْرِ مَا يَكُونُ وَجْهُهُ مِائَةَ ذِرَاعٍ، سَوَاءٌ كَانَ مُرَبَّعًا وَهُوَ مَا يَكُونُ كُلُّ جَانِبٍ مِنْ جَوَانِبِهِ عَشَرَةً وَحَوْلَ الْمَاءِ أَرْبَعُونَ وَوَجْهُهُ مِائَةٌ، أَوْ كَانَ مُدَوَّرًا أَوْ مُثَلَّثًا، فَإِنَّ كُلًّا مِنَ الْمُدَوَّرِ وَالْمُثَلَّثِ إِذَا كَانَ عَلَى الْوَصْفِ الَّذِي ذَكَرَهُ الشَّارِحُ يَكُونُ وَجْهُهُ مِائَةً، وَإِذَا رَبَّعَ يَكُونُ عَشْرًا فِي عَشْرٍ، فَافْهَمْ. (قَوْلُهُ: وَفِي الْمُدَوَّرِ بِسِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ) أَيْ بِأَنْ يَكُونَ دَوْرُهُ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ ذِرَاعًا، وَقُطْرُهُ أَحَدَ عَشَرَ ذِرَاعًا وَخُمُسَ ذِرَاعٍ، وَمِسَاحَتُهُ أَنْ تَضْرِبَ نِصْفَ الْقُطْرِ -وَهُوَ خَمْسَةٌ وَنِصْفٌ وَعُشْرٌ- فِي نِصْفِ الدَّوْرِ -وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ- يَكُونُ مِائَةَ ذِرَاعٍ وَأَرْبَعَةَ أَخْمَاسِ ذِرَاعٍ. اهـ «سِرَاجٌ»، وَمَا ذَكَرَهُ هُوَ أَحَدُ أَقْوَالٍ خَمْسَةٍ. وَفِي «الدُّرَرِ» عَنِ «الظَّهِيرِيَّةِ»: هُوَ الصَّحِيحُ، وَهُوَ مُبَرْهَنٌ عَلَيْهِ عِنْدَ الْحِسَابِ. وَلِلْعَلَّامَةِ الشُّرُنْبُلَالِيِّ رِسَالَةٌ سَمَّاهَا «الزَّهْرِ النَّضِيرِ عَلَى الْحَوْضِ الْمُسْتَدِيرِ» أَوْضَحَ فِيهَا الْبُرْهَانَ الْمَذْكُورَ مَعَ رَدِّ بَقِيَّةِ الْأَقْوَالِ، وَلَخَّصَ ذَلِكَ فِي حَاشِيَتِهِ عَلَى «الدُّرَرِ». (قَوْلُهُ: وَرُبُعًا وَخُمُسًا) فِي بَعْضِ النُّسَخِ أَوْ خُمُسًا بِـ«أَوْ» لَا بِالْوَاوِ، وَهِيَ الْأَصْوَبُ؛ بِنَاءً عَلَى الِاخْتِلَافِ فِي التَّعْبِيرِ، فَإِنَّ بَعْضَهُمْ -كَنُوحٍ أَفَنْدِي- عَبَّرَ بِالرُّبُعِ وَبَعْضُهُمْ -كالشرنبلالي فِي رِسَالَتِهِ- عَبَّرَ بِالْخُمُسِ، وَهُوَ الَّذِي مَشَى عَلَيْهِ فِي «السِّرَاجِ» حَيْثُ قَالَ: فَإِنْ كَانَ مُثَلَّثًا فَإِنَّهُ يُعْتَبَرُ أَنْ يَكُونَ كُلُّ جَانِبٍ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ ذِرَاعًا وَخُمُسَ ذِرَاعٍ حَتَّى تَبْلُغَ مِسَاحَتُهُ مِائَةَ ذِرَاعٍ، بِأَنْ تَضْرِبَ أَحَدَ جَوَانِبِهِ فِي نَفْسِهِ، فَمَا صَحَّ أَخَذْتَ ثُلُثَهُ وَعُشْرَهُ فَهُوَ مِسَاحَتُهُ. بَيَانُهُ أَنْ تَضْرِبَ خَمْسَةَ عَشَرَ وَخُمُسًا فِي نَفْسِهِ يَكُونُ مِائَتَيْنِ وَإِحْدَى وَثَلَاثِينَ وَجُزْءًا مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنْ ذِرَاعٍ، فَثُلُثُهُ عَلَى التَّقْرِيبِ سَبْعَةٌ وَسَبْعُونَ ذِرَاعًا، وَعُشْرُهُ عَلَى التَّقْرِيبِ ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُونَ فَذَلِكَ مِائَةُ ذِرَاعٍ وَشَيْءٌ قَلِيلٌ لَا يَبْلُغُ عُشْرَ ذِرَاعٍ. اهـ أَقُولُ: وَعَلَى التَّعْبِيرِ بِالرُّبُعِ يَبْلُغُ ذَلِكَ الشَّيْءُ الْقَلِيلُ نَحْوَ رُبُعِ ذِرَاعٍ فَالتَّعْبِيرُ بِالْخُمُسِ أَوْلَى كَمَا لَا يَخْفَى فَكَانَ يَنْبَغِي لِلشَّارِحِ الِاقْتِصَارُ عَلَيْهِ، فَافْهَمْ. (قَوْلُهُ: بِذِرَاعِ الْكِرْبَاسِ) بِالْكَسْرِ: أَيْ ثِيَابِ الْقُطْنِ، وَيَأْتِي مِقْدَارُهُ.

[تَنْبِيهٌ]: لَمْ يَذْكُرْ مِقْدَارَ الْعُمْقِ؛ إِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ لَا تَقْدِيرَ فِيهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ، «بَدَائِعُ»، وَصَحَّحَ فِي «الْهِدَايَةِ» أَنْ يَكُونَ بِحَالٍ لَا يَنْحَسِرُ بِالِاغْتِرَافِ: أَيْ لَا يَنْكَشِفُ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، «مِعْرَاجٌ». وَفِي «الْبَحْرِ» الْأَوَّلُ أَوْجَهُ؛ لِمَا عُرِفَ مِنْ أَصْلِ أَبِي حَنِيفَةَ اهـ وَقِيلَ: أَرْبَعُ أَصَابِعَ مَفْتُوحَةٍ، وَقِيلَ: مَا بَلَغَ الْكَعْبَ، وَقِيلَ: شِبْرٌ، وَقِيلَ: ذِرَاعٌ، وَقِيلَ: ذِرَاعَانِ، «قُهُسْتَانِيٌّ». (قَوْلُهُ: لَكِنَّهُ يَبْلُغُ إِلَخْ) كَأَنْ يَكُونَ طُولُهُ خَمْسِينَ وَعَرْضُهُ ذِرَاعَيْنِ مَثَلًا فَإِنَّهُ لَوْ رَبَّعَ صَارَ عَشْرًا فِي عَشْرٍ. (باب المياه)

مقالہ: نمازی کے سامنے سے گزرنے کا حکم

چھوٹی مسجد میں کسی سُترہ کے بغیر نمازی کے سامنے سے گزرنا تو جائز نہیں، چاہے قریب سے گزرے یا دور سے؛ یہ بہر صورت گناہ ہے، البتہ بڑی مسجد میں خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے والا شخص جب اپنے سجدے کے مقام پر نظر رکھے تو اس وقت اس کی نگاہ آگے جہاں تک پڑ سکتی ہے اُس سے آگے سے گزرنا جائز ہے۔

متعدد اہلِ علم نے اس کا تجربہ کرکے فرمایا ہے کہ نمازی کی صف سمیت دو صف (یعنی ایک نمازی کی صف اور ایک اس سے اگلی صف) چھوڑ کر آگے سے گزرنا جائز ہے۔ ایک صف عموماً چار فٹ کی ہوتی ہے، اس حساب سے دو صف کا فاصلہ آٹھ فٹ کا بنتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

چھوٹی اور بڑی مسجد کی وضاحت:

جس مسجد کا اندرونی رقبہ 1600 مربع ذِراع یعنی 3600 اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو تو وہ بڑی مسجد کہلاتی ہے اور جس مسجد کا رقبہ اس سے کم ہو تو وہ چھوٹی مسجد کہلاتی ہے۔ مسجد چاہے گول ہو، چکور ہو، مربع ہو یا تکون ہو؛ سب کا یہی حکم ہے۔ البتہ میٹر کے حساب سے بڑی مسجد کا رقبہ 334.450 مربع میٹر بنتا ہے۔

اس پیمائش کی مزید تفصیل یہ ہے کہ کتبِ فقہ کی تصریحات کے مطابق بڑی مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جس کی لمبائی بھی 40 ذراع ہو اور چوڑائی بھی 40 ذراع ہو، تو ان کو باہمی ضرب دینے سے اس کا اندرونی رقبہ 1600 مربع ذراع بنتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں ذراع سے شرعی گز مراد ہے جو کہ 1.5 فٹ یعنی 18 اِنچ کا ہوتا ہے، اس لیے اس حساب سے اس کی لمبائی اور چوڑائی 60، 60 فٹ بنتی ہے، اور 60 کو 60 سے ضرب دینے سے اندرونی رقبہ 3600 اسکوائر فٹ آئے گا۔

فائدہ: مربع مسجد کے رقبے کی پیمائش کا طریقہ تو واضح ہے کہ اس میں لمبائی کو چوڑائی سے ضرب دیا جاتا ہے، البتہ گول، تکون یا کسی اور نوعیت کی مسجد کے رقبے کی پیمائش کسی ماہر سے معلوم کرلی جائے، اگر وہ 3600 مربع یعنی اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ آئے تو وہ بڑی مسجد کہلائے گی، لیکن اگر اس سے کم ہو تو چھوٹی مسجد کہلائے گی۔

وضاحت 1: ماقبل میں جو چھوٹی اور بڑی مسجد کا حکم بیان ہوا تو یہی حکم کھلے میدان، صحرا، پارک، کھلی جگہ، صحن اور ہال کا بھی ہے کہ اگر ان کا اندرونی رقبہ 1600 مربع ذراع یعنی 3600 اسکوائر فٹ یا اس سے زیادہ ہو تو دو صف چھوڑ کر نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے، لیکن اگر اس رقبے سے کم ہو تو بغیر سُترہ کے آگے سے گزرنا جائز نہیں۔

وضاحت 2: مسجد سے متعلق یہ حکم تمام مساجد کے لیے ہے جس میں مسجد نبوی بھی شامل ہے، البتہ مسجد حرام سے متعلق جامعہ دار العلوم کراچی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

’’مسجد حرام میں طواف کرنے والوں کے لیے مجبوری میں نمازی کے سامنے سے بغیر سترہ کے گزرنے کی گنجائش ہے اگرچہ درمیان میں دو یا ایک صف کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔ اسی طرح اگر کعبہ شریف سامنے ہو تو جو لوگ طواف نہیں کر رہے اُن کے لیے بھی نمازی کے سامنے سے بغیر سترہ کے گزرنا جائز ہے اگرچہ درمیان میں دو یا ایک صف کے بقدر فاصلہ نہ ہو، لیکن جہاں کعبہ شریف سامنے نہ ہو تو وہاں نمازی کے سامنے سے گزرنے کا عام حالات میں وہی حکم ہے جو بڑی مساجد کے بارے میں ہے۔۔۔ تاہم مسجدِ حرام میں اگر شدید مجبوری ہو اور بچنے کی کوئی اور صورت نہ ہو تو نمازی کے سامنے سے بغیر سترہ کے بھی گزرنا جائز ہے خواہ کعبہ سامنے ہو یا نہ ہو؛ دفعًا للحرج۔‘‘ (فتویٰ نمبر: 1823/22، مؤرخہ 37/11/14ھ)

وضاحت 3: ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وعید پر مشتمل جو احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں وہ عام نہیں، بلکہ ان میں تفصیل ہے جو کہ ماقبل میں بیان ہو چکی، اس لیے وہ احادیث مبارکہ مکمل مسئلے سمیت بیان کرنی چاہییں۔

تفصیلی عبارات:

- الدر المختار:

(وَمُرُورُ مَارٍّ فِي الصَّحْرَاءِ أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ بِمَوْضِعِ سُجُودِهِ) فِي الْأَصَحِّ (أَوْ) مُرُورِهِ (بَيْنَ يَدَيْهِ) إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ (فِي) بَيْتٍ و(مَسْجِدٍ) صَغِيرٍ، فَإِنَّهُ كَبُقْعَةٍ وَاحِدَةٍ (مُطْلَقًا).

- رد المحتار:

(قَوْلُهُ: بِمَوْضِعِ سُجُودِهِ) أَيْ مِنْ مَوْضِعِ قَدَمِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ كَمَا فِي «الدُّرَرِ»، وَهَذَا مَعَ الْقُيُودِ الَّتِي بَعْدَهُ إنَّمَا هُوَ لِلْإِثْمِ، وَإِلَّا فَالْفَسَادُ مُنْتَفٍ مُطْلَقًا. (قَوْلُهُ: فِي الْأَصَحِّ) هُوَ مَا اخْتَارَهُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ وَقَاضِي خَانَ وَصَاحِبُ «الْهِدَايَةِ»، وَاسْتَحْسَنَهُ فِي «الْمُحِيطِ»، وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ، وَمُقَابِلُهُ مَا صَحَّحَهُ التُّمُرْتَاشِيُّ وَصَاحِبُ «الْبَدَائِعِ»، وَاخْتَارَهُ فَخْرُ الْإِسْلَامِ، وَرَجَّحَهُ فِي «النِّهَايَةِ» وَ«الْفَتْحِ» أَنَّهُ قَدْرُ مَا يَقَعُ بَصَرُهُ عَلَى الْمَارِّ لَوْ صَلَّى بِخُشُوعٍ أَيْ رَامِيًا بِبَصَرِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ، وَأَرْجع فِي «الْعِنَايَةِ» الْأَوَّلَ إلَى الثَّانِي بِحَمْلِ

مَوْضِعِ السُّجُودِ عَلَى الْقَرِيبِ مِنْهُ. وَخَالَفَهُ فِي «الْبَحْرِ» وَصَحَّحَ الْأَوَّلَ، وَكَتَبْت فِيمَا عَلَّقْته عَلَيْهِ عَن «التَّجْنِيسِ» مَا يَدُلُّ عَلَى مَا فِي «الْعِنَايَةِ»، فَرَاجِعْهُ. (قَوْلُهُ: إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ) أَيْ مِنْ مَوْضِعِ قَدَمَيْهِ إلَى الْحَائِطِ إنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ سُتْرَةٌ، فَلَوْ كَانَتْ لَا يَضُرُّ الْمُرُورُ وَرَاءَهَا عَلَى مَا يَأْتِي بَيَانُهُ. (قَوْله: فِي بَيْتٍ) ظَاهِرُهُ: وَلَوْ كَبِيرًا. وَفِي «الْقُهُسْتَانِيِّ»: وَيَنْبَغِي أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ أَيْ فِي حُكْمِ الْمَسْجِدِ الصَّغِيرِ الدَّارُ وَالْبَيْتُ. (قَوْلُهُ: وَمَسْجِدِ صَغِيرٍ) هُوَ أَقَلُّ مِنْ سِتِّينَ ذِرَاعًا، وَقِيلَ: مِنْ أَرْبَعِينَ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ كَمَا أَشَارَ إلَيْهِ فِي «الْجَوَاهِرِ». «قُهُسْتَانِيٌّ». (قَوْلُهُ: فَإِنَّهُ كَبُقْعَةٍ وَاحِدَةٍ) أَيْ مِنْ حَيْثُ إنَّهُ لَمْ يَجْعَلِ الْفَاصِلَ فِيهِ بِقَدْرِ صَفَّيْنِ مَانِعًا مِنَ الِاقْتِدَاءِ تَنْزِيلًا لَهُ مَنْزِلَةَ مَكَان وَاحِدٍ، بِخِلَافِ الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ جُعِلَ فِيهِ مَانِعًا فَكَذَا هُنَا يُجْعَلُ جَمِيعُ مَا بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ مَكَانًا وَاحِدًا، بِخِلَافِ الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ وَالصَّحْرَاءِ فَإِنَّهُ لَوْ جُعِلَ كَذَلِكَ لَزِمَ الْحَرَجُ عَلَى الْمَارَّةِ، فَاقْتُصِرَ عَلَى مَوْضِعِ السُّجُودِ، هَذَا مَا ظَهَرَ لِي فِي تَقْرِيرِ هَذَا الْمَحَلِّ ..... ذَكَرَ فِي «حَاشِيَةِ الْمَدَنِيِّ»: لَا يُمْنَعُ الْمَارُّ دَاخِلَ الْكَعْبَةِ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَحَاشِيَةِ الْمَطَافِ؛ لِمَا رَوَى أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُد عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ. وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى الطَّائِفِينَ فِيمَا يَظْهَرُ؛ لِأَنَّ الطَّوَافَ صَلَاةٌ، فَصَارَ كَمَنْ بَيْنَ يَدَيْهِ صُفُوفٌ مِنَ الْمُصَلِّينَ، انْتَهَى، وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ الْعَمِيقِ، وَحَكَاهُ عِزُّ الدِّينِ بْنُ جَمَاعَةَ عَنْ «مُشْكِلَاتِ الْآثَارِ» لِلطَّحَاوِيِّ، وَنَقَلَهُ الْمُنْلَا رَحِمَهُ اللهُ فِي «مَنْسَكِهِ الْكَبِيرِ»، وَنَقَلَهُ سِنَانُ أَفَنَدَى أَيْضًا فِي «مَنْسَكِهِ» اهـ. وَسَيَأْتِي إنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى تَأْيِيدُ ذَلِكَ فِي بَابِ الْإِحْرَامِ مِنْ كِتَابِ الْحَجِّ. (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

- **فتاویٰ ہندیہ:**

وَلَوْ مَرَّ مَارٌّ في مَوْضِعِ سُجُودِهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ أَثِمَ، وَتَكَلَّمُوا في الْمَوْضِعِ الذي يُكْرَهُ الْمُرُورُ فيه، وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مَوْضِعُ صَلَاتِهِ من قَدَمِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ، كَذَا في «التَّبْيِينِ»، قال مَشَايِخُنَا: إذَا صلى رَامِيًا بَصَرَهُ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ فلم يَقَعْ بَصَرُهُ عليه لم يُكْرَهْ، وهو الصَّحِيحُ كَذَا في «الْخُلَاصَةِ»، وهو الْأَصَحُّ كَذَا في «الْبَدَائِعِ»، وهو الْأَشْبَهُ إلَى الصَّوَابِ كَذَا في «النِّهَايَةِ»، هذا حُكْمُ الصَّحْرَاءِ، فَإِنْ كان في الْمَسْجِدِ إنْ كان بَيْنَهُمَا حَائِلٌ كَإِنْسَانٍ أو أُسْطُوَانَةٍ لَا يُكْرَهُ، وَإِنْ لم يَكُنْ بَيْنَهُمَا حَائِلٌ وَالْمَسْجِدُ صَغِيرٌ كُرِهَ في أَيِّ مَكَان كان، وَالْمَسْجِدُ الْكَبِيرُ كَالصَّحْرَاءِ، كَذَا في «الْكَافِي».

(الْبَابُ السَّابِعُ فِيمَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ: الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيمَا يُفْسِدُهَا)

مقالہ: نجاست کی اَقسام اور ان کے بنیادی اَحکام

نماز کے لیے بدن اور لباس کی پاکی کی اہمیت:

شریعت کا حکم یہ ہے کہ نماز ادا کرنے کے لیے بدن اور کپڑوں کا ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے پاک ہونا ضروری ہے، اس لیے نماز سے پہلے لباس اور بدن کے پاک ہونے سے متعلق مکمل اطمینان کرلینا چاہیے تاکہ نماز کی ادائیگی درست طریقے سے ہو۔

نجاست کی معمولی مقدار کی معافی اور اس کی حقیقت:

ویسے تو ہر مسلمان کی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ کپڑوں اور بدن پر نجاست اور ناپاکی کا نام ونشان تک نہ ہو اور یہی شریعت کا تقاضا ہے، البتہ شریعت نے امت کو تنگی سے بچانے کے لیے سہولت کی خاطر نجاست کی معمولی مقدار معاف قرار دی ہے، لیکن معاف قرار دینے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اس سے بچنے یا اس کو پاک کرنے میں غفلت کا مظاہرہ کیا جائے۔

اس معمولی مقدار کو سمجھنے کے لیے نجاست کے بارے میں شریعت کی بیان کردہ تفصیلات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں:

نجاست کی دو اقسام ہیں:

1۔ نجاستِ حکمیہ:

شریعت کی نگاہ میں وضو ٹوٹ جانے یا غسل فرض ہوجانے کو نجاستِ حکمی کہا جاتا ہے، اسے حَدث بھی کہتے ہیں، وضو ٹوٹ جانے کو حدثِ اصغر جبکہ غسل فرض ہوجانے کو حدثِ اکبر کہا جاتا ہے۔

یہاں اس سے متعلق تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں اس لیے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

2۔ نجاست حقیقیہ:

بدن یا کپڑوں پر نجاست یعنی گندگی لگ جائے تو اس کو نجاستِ حقیقیہ کہا جاتا ہے کہ اس میں واقعتًا کوئی نجاست لگی ہوتی ہے۔

نجاستِ حقیقیہ کی دو اقسام ہیں:

1: نجاستِ غلیظہ:

اس سے مراد وہ نجاست ہے جس میں ناپاکی کا حکم سخت ہوتا ہے جیسے: انسانوں کا پیشاب اور پاخانہ (چاہے دودھ پیتے

بچے کا ہی کیوں کا نہ ہوں)، منی، مذی، ودی، بہنے والا خون اور پیپ، حیض و نفاس کا خون، حرام جانوروں کا پیشاب اور پاخانہ، حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے: گوبر، لید، مینگنی، مرغی اور بطخ کی بیٹ، شراب وغیرہ۔

حکم:

ایسی نجاستِ غلیظہ جو پتلی یعنی بہنے والی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو اس میں شرعی درہم کی پیمائش اور پھیلاؤ کا اعتبار ہے کہ اگر بدن یا کپڑوں پر شرعی درہم کے پھیلاؤ سے زیادہ لگ جائے تو اس کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں ہو گی، اور اگر کسی نے اس کے ساتھ ہی نماز ادا کرلی ہے تو وہ نماز ادا نہیں ہوئی اس لیے اس کو دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر یہ نجاست شرعی درہم کے پھیلاؤ کے برابر یا اس سے کم لگ جائے تو معاف ہے، اگر کسی نے اس کے ہوتے ہوئے نماز ادا کرلی تو نماز ادا ہو جائے گی، چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو، البتہ بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اس کو بھی دور کیا جائے کیوں کہ یہی احتیاط کا تقاضا ہے کیوں کہ متعدد اہلِ علم نے درہم کے بقدر نجاست پاک نہ کرنے کو بُرا اور مکروہ قرار دیا ہے۔

لیکن جو نجاستِ غلیظہ کثیف یعنی ٹھوس ہو جیسے پاخانہ، گوبر، جما ہوا خون وغیرہ تو اس میں شرعی درہم کے وزن کا اعتبار ہے کہ ایسی نجاست درہم کے وزن کے برابر معاف ہے جس کی تفصیل بیان ہو چکی۔

شرعی درہم کی پیمائش:

1۔ شرعی درہم کی محتاط پیمائش ایک ایسا دائرہ ہے جس کا قُطر 2.75 سینٹی میٹر ہو، اس کی گولائی تقریبا 8.64 سینٹی میٹر ہو اور اس کا کل رقبہ 5.94 سینٹی میٹر ہو۔

2۔ شرعی درہم کی پیمائش یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ ہتھیلی میں پانی لے کر ہتھیلی کو پھیلایا جائے تو اطراف کا پانی گر جانے کے بعد ہتھیلی کے گہراؤ کے جتنے حصے میں پانی باقی رہ جائے اتنی مقدار درہم کی پیمائش ہے۔

شرعی درہم کا وزن:

مذکورہ مسئلہ میں جس درہم کا ذکر ہوا وہ موجودہ وزن کے اعتبار سے ساڑھے چار ماشہ [4.374 گرام] کے برابر ہوتا ہے۔

2: نجاستِ خفیفہ:

یعنی ہلکی نجاست، اس سے مراد وہ نجاست ہے جس میں ناپاکی کا حکم ہلکا اور نرم ہوتا ہے، جیسے: حلال جانوروں کا پیشاب، حرام پرندوں کی بیٹ وغیرہ۔

حکم:

ایسی نجاست اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو جس عضو پر لگی ہے اس کے چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے، لیکن اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں، جیسے آستین پر لگ جائے تو اس کا چوتھائی، دامن پر لگ جائے تو اس کا چوتھائی، وغیرہ۔ واضح رہے کہ معاف ہونے کا مطلب ماقبل میں بیان ہو چکا۔

دیکھیے: ردالمحتار، بہشتی زیور، اعلاء السنن، احسن الفتاویٰ، وساوس اور حقائق از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم۔

فقہی عبارت

- فتاویٰ ہندیہ:

الْفَصْلُ الثَّانِي فِي الْأَعْيَانِ النَّجِسَةِ: وَهِيَ نَوْعَانِ: الْأَوَّلُ الْمُغَلَّظَةُ وَعُفِيَ منها قَدْرُ الدِّرْهَمِ وَاخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فيه، وَالصَّحِيحُ أَنْ يُعْتَبَرَ بِالْوَزْنِ فِي النَّجَاسَةِ الْمُتَجَسِّدَةِ وهو أَنْ يَكُونَ وَزْنُهُ قَدْرَ الدِّرْهَمِ الْكَبِيرِ الْمِثْقَالِ، وَبِالْمِسَاحَةِ فِي غَيْرِهَا وهو قَدْرُ عَرْضِ الْكَفِّ، هَكَذَا في «التَّبْيِينِ» وَ«الْكَافِي» وَأَكْثَرُ الْفَتَاوَى. وَالْمِثْقَالُ وَزْنُهُ عِشْرُونَ قِيرَاطًا، وَعَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ: يُعْتَبَرُ في كل زَمَانٍ بِدِرْهَمِهِ، وَالصَّحِيحُ الْأَوَّلُ، هَكَذَا في «السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ» نَاقِلًا عن «الْإِيضَاحِ». كُلُّ ما يَخْرُجُ من بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ أو الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ كَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ وَالْقَيْءِ إذَا مَلَأَ الْفَمَ، كَذَا في «الْبَحْرِ الرَّائِقِ»، وَكَذَا دَمُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالِاسْتِحَاضَةِ، هَكَذَا في «السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ»، وَكَذَلِكَ بَوْلُ الصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ أَكَلَا أو لَا، كَذَا في «الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ»، وَكَذَلِكَ الْخَمْرُ وَالدَّمُ الْمَسْفُوحُ وَلَحْمُ الْمَيْتَةِ وَبَوْلُ ما لَا يُؤْكَلُ وَالرَّوْثُ وَأَخْثَاءُ الْبَقَرِ وَالْعَذِرَةِ وَنَجْوُ الْكَلْبِ وَخُرْءُ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَالْإِوَزِّ نَجِسٌ نَجَاسَةً غَلِيظَةً، هَكَذَا في «فَتَاوَى قَاضِي خَانْ»، وَكَذَا خُرْءُ السِّبَاعِ وَالسِّنَّوْرِ وَالْفَأْرَةِ، هَكَذَا في «السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ». بَوْلُ الْهِرَّةِ وَالْفَأْرَةِ إذَا أَصَابَ الثَّوْبَ قال بَعْضُهُمْ: يُفْسِدُ إذَا زَادَ على قَدْرِ الدِّرْهَمِ وهو الظَّاهِرُ، هَكَذَا في «فَتَاوَى قَاضِي خَانْ» وَ«الْخُلَاصَةِ». خُرْءُ الْحَيَّةِ وَبَوْلُهَا نَجِسٌ نَجَاسَةً غَلِيظَةً وَكَذَا خُرْءُ الْعَلَقِ، كَذَا في «التَّتَارْخَانِيَّة». وَدَمُ الْحَلَمَةِ وَالْوَزَغَةِ نَجِسٌ إذَا كان سَائِلًا، كَذَا في «الظَّهِيرِيَّةِ»، فإذا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ من قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ، كَذَا في «الْمُحِيطِ». وَالثَّانِي: الْمُخَفَّفَةُ وَعُفِيَ منها ما دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ كَذَا في أَكْثَرِ الْمُتُونِ. اخْتَلَفُوا في كَيْفِيَّةِ اعْتِبَارِ الرُّبْعِ قِيلَ: الْمُعْتَبَرُ رُبْعُ طَرَفٍ أَصَابَتْهُ النَّجَاسَةُ كَالذَّيْلِ

وَالْكُمِّ وَالدِّخْرِيصِ إنْ كان الْمُصابُ ثَوْبًا، وَرُبْعُ الْعُضْوِ الْمُصَابِ كَالْيَدِ وَالرِّجْلِ إنْ كان بَدَنًا، وَصَحَّحَهُ صَاحِبُ «التُّحْفَةِ» وَ«الْمُحِيطِ» وَ«الْبَدَائِعِ» وَ«الْمُجْتَبَى» وَ«السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ»، وفي «الْحَقَائِقِ»: وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَذَا في «الْبَحْرِ الرَّائِقِ». وَبَوْلُ ما يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَالْفَرَسُ وَخُرْءُ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ مُخَفَّفٌ، هَكَذَا في «الْكَنْزِ». (الْبَابُ السَّابِعُ في النَّجَاسَةِ وَأَحْكَامِهَا: الْفَصْلُ الثَّانِي في الْأَعْيَانِ النَّجِسَةِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی